

خبر تحیر عشق سن نہ جنوں رہا نہ پری رہی  
 نہ تو رہا نہ تو میں رہا جو رہی سو ہے خبری رہی  
 شہ ہے خودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی  
 نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی  
 چلی سمت غیب میں کیا ہوا کہ چمن ظہور کا جل گیا  
 مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہو سو بری رہی  
 نظر تغافل پار کا گلہ کس زباں میں بیاں کروں  
 کہ شراب صد قدح آرزو خم دل میں تھی سو بھری رہی  
 وہ عجب گھڑی تھی میں جس گھڑی لیا درس نسخہ عشق کا  
 کہ کتاب عقل کی طاق پر جوں دھری تھی تیوں ہی دھری رہی  
 ترے جوش حیرت حسن کا اثر اس قدر میں یہاں ہوا  
 کہ نہ اُٹینے میں رہی جلا نہ پری کون جلوہ گری رہی  
 کیا خاک آتش عشق نے دل سے نوائے سراج کوں  
 نہ خطر رہا نہ حذر رہا مگر ایک ہے خطری رہی  
 ہر طرف یار کا تماشا ہے  
 اس کے دیدار کا تماشا ہے  
 عشق اور عقل میں ہوئی ہے شرط  
 جیت اور بار کا تماشا ہے  
 خلوت انتظار میں اس کی  
 در و دیوار کا تماشا ہے  
 سینہ داغ داغ میں میرے  
 صحن گل زار کا تماشا ہے  
 بے شکار کمند عشق سراج  
 اس گلے بار کا تماشا ہے  
 فدا کر جان اگر جانی یہی ہے  
 ارے دل وقت ہے جانی یہی ہے  
 یہی قبر زلیخا میں ہے آواز  
 اگر ہے یوسف ثانی یہی ہے  
 نہیں بجھتی ہے پیاس آنسو میں لیکن  
 کریں کیا اب تو یاں پانی یہی ہے  
 کسی عاشق کے مرنے کا نہیں ترس  
 مگر یاں کی مسلمانی یہی ہے  
 برہ کا جان کنڈن ہے نہٹ سخت  
 شتاب آ مشکل آسانی یہی ہے  
 پرو تار پلک میں دائیہ اشک  
 کہ تسبیح سلیمانی یہی ہے  
 مجھے ظالم نے گریاں دیکھ بولا  
 کہ اس عالم میں طوفانی یہی ہے  
 زمیں پر یار کا نقش کف پا  
 ہمارا خط پیشانی یہی ہے  
 وو زلف پر شکن لگتی نہیں بات  
 مجھے ساری پریشانی یہی ہے  
 نہ پھرنا جان دینا اس گلی میں  
 دل ہے جان کی بانی یہی ہے  
 کیا روشن چراغ دل کوں میرے  
 سراج اب فضل رحمانی یہی ہے  
 کبھی تم مول لینے ہم کوں ہنس ہنس بھاؤ کرتے ہو  
 کبھی تیر نگاہ تند کا برسوا کرتے ہو  
 کبھی تم سرد کرتے ہو دلوں کی آگ گرمی میں  
 کبھی تم سرد مہری میں جھٹک کر باؤ کرتے ہو

کبھی تم صاف کرتے ہو مرے دل کی کدورت کوں  
 کبھی تم بے سبب تیوری چڑھا کر تاؤ کرتے ہو  
 کبھی تم موم ہو جاتے ہو جب میں گرم ہوتا ہوں  
 کبھی میں سرد ہوتا ہوں تو تم بھڑکاؤ کرتے ہو  
 کبھی لا لا مجھے دیتے ہو اپنے بات میں پیالا  
 کبھی تم شیشہ دل پر مرے پتھراؤ کرتے ہو  
 کبھی تم دھول اڑاتے ہو مری غصے میں روکھے ہو  
 کبھی منہ پر حیا کا لا عرق چھڑکاؤ کرتے ہو  
 کبھی خوش ہو کے کرتے ہو سراج اپنے کی جاں بخشی  
 کبھی اس کے بجھا دینے کوں کیا کیا داؤ کرتے ہو  
 صنم ہزار ہوا تو وہی صنم کا صنم  
 کہ اصل ہستی نابود ہے عدم کا عدم  
 اسی جہان میں گویا مجھے بہشت ملی  
 اگر رکھو گے مرے پر یہی کرم کا کرم  
 ابھی تو تم نے کئے تھے ہماری جاں بخشی  
 پھر ایک دم میں وہی نیمچا علم کا علم  
 وو گل بدن کا عجب ہے مزاج رنگا رنگ  
 فجر کوں لطف تو پھر شام کوں ستم کا ستم  
 نہ رکھ سراج کسی خوب رو میں چشم وفا  
 صنم ہزار ہوا تو وہی صنم کا صنم  
 اگر کچھ بوش ہم رکھتے تو مستانے ہوئے ہوتے  
 پہنچتے جا لب ساقی کوں پیمانے ہوئے ہوتے  
 عبث ان شہریوں میں وقت اپنا ہم کئے ضائع  
 کسی مجنوں کی صحبت بیٹھ دیوانے ہوئے ہوتے  
 نہ رکھتا میں یہاں گر الفت لیلیٰ نگاہوں کوں  
 تو مجنوں کی طرح عالم میں افسانے ہوئے ہوتے  
 اگر ہم آشنا ہوتے تری بیگانہ خونی میں  
 برائے مصلحت ظاہر میں بیگانے ہوئے ہوتے  
 زبس کافر ادایوں نے چلائے سنگ بے رحمی  
 اگر سب جمع کرتا میں تو بت خانے ہوئے ہوتے  
 نہ کرتا ضبط اگر میں گریہ بے اختیاری کوں  
 گزرتا جس طرف یہ پور ویرانے ہوئے ہوتے  
 نظر چشم خریداری میں کرتا دلبر ناداں  
 اگر قطرے مرے آنسو کے دردانے ہوئے ہوتے  
 محبت کے نشے میں خاص انسان واسطے ورنہ  
 فرشتے یہ شرابی پی کہ مستانے ہوئے ہوتے  
 عوض اپنے گریباں کے کسی کی زلف بات آتی  
 ہمارے بات کے پنچے مگر شانے ہوئے ہوتے  
 تری شمشیر ابرو میں ہوئے ستمکھ و الا نہ  
 اجل کی تیغ میں جیوں آرا دندانے ہوئے ہوتے  
 مزہ جو عاشقی میں ہے سو معشوقی میں برکز نیں  
 سراج اب ہو چکے افسوس پروانے ہوئے ہوتے  
 یار کو بے حجاب دیکھا ہوں  
 میں سمجھتا ہوں خواب دیکھا ہوں  
 یہ عجب ہے کہ دن کوں تاریکی  
 رات کوں آفتاب دیکھا ہوں  
 نسخہ حسن میں ترے قد کوں  
 مصرع انتخاب دیکھا ہوں  
 کس سستی اب امید لطف رکھوں  
 تجھ نگہ میں عتاب دیکھا ہوں

اب ہوا سب سے فارغ التحصیل  
 بے خودی کی کتاب دیکھا ہوں  
 لشکر عشق جب سے آیا ہے  
 ملک دل کوں خراب دیکھا ہوں  
 مجلس چشم مست ساقی میں  
 دور جام شراب دیکھا ہوں  
 اے سراج آتش محبت میں  
 دل کوں اپنے کیاب دیکھا ہوں  
 دو رنگی خوب نئی یک رنگ ہو جا  
 سراپا موم ہو یا سنگ ہو جا  
 تجھے جیوں غنچہ گر بے درد کی ہو  
 لہو کا گھونٹ پی دل تنگ ہو جا  
 کہا کس طرح دل بے تجھ کوں اے غم  
 کہ دل کی آرسی پر زنگ ہو جا  
 یہی آہوں کے تاروں میں صدا ہے  
 کہ بار غم سےیں خم جیوں چنگ ہو جا  
 دعا ہے اے رہ غم طول عمر کا  
 قدم پر ہے تو سو فرسنگ ہو جا  
 گلے میں ڈال رسوائی کی الفی  
 الف کھنچ آہ کا ہے ننگ ہو جا  
 برہ کی آگ میں ثابت قدم چل  
 سراج اب شمع کا ہم رنگ ہو جا  
 تمہاری زلف کا ہر تار موہن  
 ہوا میرے گلے کا ہر موہن  
 تصور کر ترا حسن عرق ناک  
 مری آنکھیں ہیں گوہر بار موہن  
 دم آخر تلک ہوں کافر عشق  
 ہوا تار نفس زناں موہن  
 برہ کا جان کنڈن بے نیٹ سخت  
 دکھا اس وقت پر دیدار موہن  
 ہمارے مصحف دل کی قسم کھا  
 کیا ہے ظلم کا انکار موہن  
 گل عارض کوں تیرے یاد کر کر  
 ہوا بے دل مرا گل زار موہن  
 سراج آتش میں ہے تیرے فراقوں  
 بجھا جا مہر سےیں یک بار موہن  
 یارب کہاں گیا ہے وو سرو شوخ رعنا  
 بے چوب خشک جس بن میری نظر میں طوبیٰ  
 دیدار دے شتابی جلنے کی تاب نہیں ہے  
 اس بحر کی آگن سےیں دوزخ کی آگ اولیٰ  
 طوق گلوئے دل بے زلف صنم کا ہر خم  
 مشہور یہ مثل ہے یک سر ہزار سودا  
 بے ختم یار جانی تیرے دہن کی تنگی  
 کہنے کی بات نہیں ہے باریک بے معما  
 اے گل بدن نظر کر داغ جگر کوں میرے  
 گر آرزو ہے تجھ کوں گل زار کا تماشا  
 مسکن ہوا ہے میرا جب سےیں تری گلی میں  
 اے گلعدار تب سےیں جنت کی نہیں تمنا  
 بے اے سراج ہر شب مہتاب رو کے غم میں  
 آنسو کا میرے جھمکا جیوں خوشہ ثریا

کون کہتا ہے جفا کرتے ہو تم  
 شرط معشوقی وفا کرتے ہو تم  
 مسکرا کر موڑ لیتے ہو بھویں  
 خوب ادا کا حق ادا کرتے ہو تم  
 ہم شہیدوں پر ستم جیتے رہو  
 خوب کرتے ہو بجا کرتے ہو تم  
 سرمئی آنکھوں کوں کیا سرمے میں کام  
 ناحق ان پر توتیا کرتے ہو تم  
 ہر پر بلبل کوں اے خونیں نگاہ  
 خون گل میں کر بلا کرتے ہو تم  
 پیستے ہو دل کوں جیوں برگ حنا  
 بات خوں آلودہ کیا کرتے ہو تم  
 خاک کرتے ہو جلا جان سراج  
 اور کہو کیا کیمیا کرتے ہو تم  
 بے جنبش مژگاں میں تری تیر کی آواز  
 اس تیر میں ہے صید کی تکبیر کی آواز  
 مشتاق ہوں تجھ لب کی فصاحت کا ولیکن  
 رانجھا کے نصیبوں میں کہاں بیر کی آواز  
 تو خسرو خواہاں ہے کہ لے بند میں تا روم  
 پہنچی ہے ترے حسن جہانگیر کی آواز  
 حیرت کے مقامات میں قانون نوا نہیں  
 بے ساز خموشی لب تصویر کی آواز  
 دیوانے کوں مت شور جنوں یاد دلاؤ  
 برگز نہ سناؤ اسے زنجیر کی آواز  
 بیتا ہوں جدائی میں تری گھونٹ لہو کی  
 سن غنچہ دین عاشق دلگیر کی آواز  
 اے جان سراج آ کے پتنگوں کی خبر لیو  
 سن جاؤ مرے نالہ شب گیر کی آواز  
 اپنا جمال مجھ کوں دکھایا رسول آج  
 عاجز کی التماس کوں کرنا قبول آج  
 اے مہرباں طیب شتابی علاج کر  
 تیرے برہ کے درد میں ہے دل میں سول آج  
 مرہم ترے وصال کا لازم ہے اے صنم  
 دل میں لگی ہے بجر کی برچھی کی بول آج  
 گل رو بغیر خانہ بلبل خراب ہے  
 مرجھا رہا ہے صحن گلستاں میں پھول آج  
 بے فکر ہوں عذاب قیامت میں اے سراج  
 دین محمدی کوں کیا ہوں قبول آج  
 اغیار چھوڑ مجھ میں اگر یار ہووے گا  
 شاید کہ یار محرم اسرار ہووے گا  
 بوجھے گا قدر مجھ دل آشفتمہ حال کی  
 پھاندے میں زلف کے جو گرفتار ہووے گا  
 بے فکر میں نہیں کہ صنم مست خواب ہے  
 کیا کیا بلا کرے گا جو بیدار ہووے گا  
 پنہاں رکھا ہوں درد کوں لوہو کی گھونٹ پی  
 کہتا نہیں کسی میں کہ اظہار ہووے گا  
 بزم جنوں میں ساغر وحشت پیا جو کوئی  
 غفلت میں عقل و ہوش کی ہشیار ہووے گا  
 تیری بھنوں کی تیغ کے پانی کوں دیکھ دل  
 اٹکا ہے اس سبب کہ ندی پار ہووے گا

رنگیں نہ کر توں دل کا محل نقش عیش سیں  
غم کے تیر سیں مار کہ مسمار ہووے گا  
برجا بے یار مجھ پہ اگر مہربان بے  
بلبل پہ گل بغیر کسے پیار ہووے گا  
جاتا نہیں بے یار کی شمشیر کا خیال  
معلوم یوں ہوا کہ گلے ہار ہووے گا  
انکار مجھ کوں نہیں بے تری بندگی ستی  
یاں کیا بے بلکہ حشر میں اقرار ہووے گا  
مجھ پاس پھر کر آوے اگر وو کتاب رو  
مکتب میں دل کے درس کا تکرار ہووے گا  
صحن چمن میں دیکھ تیرے قد کی راستی  
بر سرد تجھ سلام کوں خم دار ہووے گا  
اس چشم نیم خواب کی دیکھے اگر بہار  
نرگس چمن میں تختہ دیوار ہووے گا  
اس زلف عنبریں سیں جو یک تار جھڑ پڑے  
بر خوب رو کوں طرہ دستار ہووے گا  
اے جان میرے پاس سیں یک دم جدا نہ ہو  
جینا ترے فراق میں دشوار ہووے گا  
رکھتا بے گرچہ اُنہ فولاد کا جگر  
تیر نگہ کے سامنے لاچار ہووے گا  
مت ہو شب فراق میں بے تاب اے سراج  
امید بے کہ صبح کوں دیدار ہووے گا  
عالم کے دوستوں میں مروت نہیں رہی  
شرم و حیا و مہر و شفقت نہیں رہی  
ظاہر میں کیا رفیق کہاتے ہیں آپ کوں  
لیکن انوں کے دل میں محبت نہیں رہی  
ملتے ہیں راستی سیں جو کوئی کچ نظر ملے  
خوابوں میں پاک باز کی حرمت نہیں رہی  
بر خار ہو الھوس کے کئے صحبت اختیار  
تو حسن گل رخوں میں لطافت نہیں رہی  
نا لایقوں میں عمر کوں کرناں عبث تلف  
ہم صحبتی کی ان میں لیاقت نہیں رہی  
بھولے ہیں ہر صنم کے کرشمے پہ ہوش کوں  
ان زابدوں میں کشف و کرامت نہیں رہی  
سفلی ہوئے عزیز عزیز اب ہوئے خراب  
بے جوہروں میں قدر شرافت نہیں رہی  
مت ہو بہار گلشن دنیا کا عندلیب  
اس پھولبن میں ہوئے رفاقت نہیں رہی  
اب ذات حق بغیر نہ رکھ دوستی سراج  
عالم میں آشنائی و الفت نہیں رہی  
آیا پیا شراب کا پیالا پیا ہوا  
دل کے دیے کی جوت سیں کاجل دیا ہوا  
آیا بے میرے قتل پہ درپیش بے طرح  
آیا بے مجھ کوں پیش وو اپنا کیا ہوا  
مارا ہوا بے خضر محبت کی تیغ کا  
آب حیات شوق سیں تیرے جیا ہوا  
بیٹھا بے تخت شوق پہ جو ہو کے بے ریا  
وو پادشاہ بارگہہ کبریا ہوا  
نکلا بے دل جلا کے مجھ آنکھوں سے طفل اشک  
اس شوخ بے جگر کا دیکھو کیا بیا ہوا

دل لے گیا ہے مجھ کوں دے امید دل دہی  
 ظالم کبھی تو لائے گا میرا لیا ہوا  
 نہیں جب سین پاس شاید گلگوں قبا سراج  
 جی پر ہے تنگ جسم کا جامہ سیا ہوا  
 قد ترا سرو رواں تھا مجھے معلوم نہ تھا  
 گلشن دل میں عیاں تھا مجھے معلوم نہ تھا  
 دھوپ میں غم کی عبث جی کوں جلایا افسوس  
 اس کے سایہ میں اماں تھا مجھے معلوم نہ تھا  
 یار نے ابرو و مژگاں میں مجھے صید کیا  
 صاحب تیر و کماں تھا مجھے معلوم نہ تھا  
 سب جگت ڈھونڈ پھرا یار نہ پایا لیکن  
 دل کے گوشہ میں نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا  
 خاک تیرے قدم پاک کی اے نور نگاہ  
 سرمہ دیدہ جاں تھا مجھے معلوم نہ تھا  
 میں سمجھتا تھا کہ اس یار کا ہے نام و نشان  
 یار ہے نام و نشان تھا مجھے معلوم نہ تھا  
 روزہ داران جدائی کوں خم ابروئے یار  
 ماہ عید رمضاں تھا مجھے معلوم نہ تھا  
 نگہ شوخ نے دل ایک کرشمہ میں لیا  
 کیا بلا سیف زباں تھا مجھے معلوم نہ تھا  
 شب بچراں کی نہ تھی تاب مجھے مثل سراج  
 رخ ترا نور فشاں تھا مجھے معلوم نہ تھا  
 اے باغ حیا دل کی گرہ کھول سخن بول  
 تنگی ہے مرے حال پر اے غنچہ دہن بول  
 اے آہ سنا اس کوں مرے حال کی عرضی  
 تجھ زلف کے پیچوں نے دیا مجھ کوں شکن بول  
 مدت سستی پروانہ توں بمرد مرا ہے  
 اس شمع میں تیری جو لگی آج لگن بول  
 آتی ہے تجھے دیکھ کے گل رو کی گلی یاد  
 اے بلبل بیتاب مجھے اپنا وطن بول  
 خاموش نہ ہو سوز سراج آج کی شب پوچھ  
 بھڑکی ہے مرے دل میں ترے غم کی اگن بول  
 اداۓ دل فریب سرو قامت  
 قیامت ہے قیامت ہے قیامت  
 شہید خنجر الفت موا نہیں  
 سلامت ہے سلامت ہے سلامت  
 نہ کرنا جی کوں قرباں تجھ قدم پر  
 ندامت ہے ندامت ہے ندامت  
 جماعت میں پری رویوں کی تجھ کوں  
 امامت ہے امامت ہے امامت  
 سراج اب عیش کے گلشن کا پانی  
 ملامت ہے ملامت ہے ملامت  
 دیکھا ہے جس نے یار کے رخسار کی طرف  
 برگز نہ جاوے سیر کوں گل زار کی طرف  
 اُنینہ دل کی چشم میں نور جمال دوست  
 روشن ہوا ہے بر در و دیوار کی طرف  
 منظور ہے سلامتِ خوں اگر تجھے  
 مت دیکھ اس کی نرگس بیمار کی طرف  
 وہاں نہیں بغیر جوہر شمشیر خوں بہا  
 زابد نہ جا وو ظالم خونخوار کی طرف

بے دل کوں عزم چوک امید وصال پر  
 دیوانہ کا خیال بے بازار کی طرف  
 کیا پوچھتے ہو تم کہ ترا دل کدھر گیا  
 دل کا مکان کہاں؟ یہی دل دار کی طرف  
 پروانہ کوں نہیں بے مگر خوف جاں سراج  
 ناحق چلا بے شعلہ دیدار کی طرف  
 جان و دل سین میں گرفتار ہوں کن کا ان کا  
 بندہ بے زر و دینار ہوں کن کا ان کا  
 صبر کے باغ کے منڈوے سے جھڑا ہوں جیوں پھول  
 اب تو لاچار گلے بار ہوں کن کا ان کا  
 حوض کوثر کی نہیں چاہ زرخداں کی قسم  
 تشنہ شربت دیدار ہوں کن کا ان کا  
 لب و رخسار کے گلقد سین لازم بے علاج  
 دل کے آزار سین بیمار ہوں کن کا ان کا  
 مددیں ہوئیں کہ ہوا خانہ زنجیر خراب  
 بستہ زلف گرہ دار ہوں کن کا ان کا  
 تشنہ مرگ کوں بے آب صراحی دم تیغ  
 بسمل ابروئے خم دار ہوں کن کا ان کا  
 ناحق اس سنگ دلی سین مجھے دیتے ہیں شکست  
 میں تو آئینہ سرکار ہوں کن کا ان کا  
 گلشن وصل میں رہتا ہوں غزل خوان فراق  
 عندلیب گل رخسار ہوں کن کا ان کا  
 میں کہا رحم پتنگوں پہ کر اے جان سراج  
 تب کہا شمع شب تار ہوں کن کا ان کا  
 اے صنم تجھ پرہ میں روتا ہوں  
 اشک خونیں سین منہ کوں دھوتا ہوں  
 بندگی میں مجھے قبول کرو  
 میں تمہارا غلام ہوتا ہوں  
 بارش آب اشک بے درکار  
 داغ بچراں کے بیچ ہوتا ہوں  
 بولتا ہوں جو وو بلاتا بے  
 تن کے پنجرے میں اس کا طوطا ہوں  
 مت کہو مجھ سین قصہ فریاد  
 خواب شیریں میں آج سوتا ہوں  
 گوہر اشک کوں مثال سراج  
 رشتہ آہ میں پروتا ہوں  
 وو زلف بے تو حرف تتار و ختن غلط  
 اس لب کے ہوتے نام عقیق یمن غلط  
 آیا بے جب سین باغ طرف وو کتاب رو  
 تب سین ہوا بے صفحہ برگ سمن غلط  
 بیٹھے سخن میں وعدہ خلافتی کا بول کیوں  
 برگز نبول بول اے شیریں دین غلط  
 ڈرتا ہوں اس بھنوں کے اشارت سین دم بدم  
 ہوتا نہیں بے سیف زباں کا سخن غلط  
 روشن بے اے سراج کہ فانی بے سب جہاں  
 مطرب غلط بے جام غلط انجمن غلط  
 میں نہ جانا تھا کہ تو یوں بے وفا ہو جائے گا  
 آشنا ہو اس قدر نا آشنا ہو جائے گا  
 خوب لگتی بے اگر بد نامی عاشق تجھے  
 آہ کرتا ہوں کہ شہرہ جا بجا ہو جائے گا

گر تمہاری دل خوشی ہے ذبح کرنے میں مرے  
 خوب جی جاوے تو جاوے اور کیا ہو جائے گا  
 میں سنا ہوں تجھ لبوں کا نام ہی حاجت روا  
 یک تبسم کر کہ میرا مدعا ہو جائے گا  
 کیا عجب گر میں ہوا دیوانہ زلف بتاں  
 گر فرشتہ ہووے تو ان کا مبتلا ہو جائے گا  
 میں تمہارے آستانے میں جدا ہونے کا نہیں  
 سر اگر شمشیر میں کٹ کر جدا ہو جائے گا  
 جیوں سراج اس شمع رو پر دل کوں ہے ملنے کا شوق  
 فرض عین عاشقی میں اب ادا ہو جائے گا  
 کیا بلا کا ہے نشہ عشق کے پیمانے میں  
 کوئی ہوشیار نہیں عقل کے کاشانے میں  
 ڈوب جاتا ہے مرا جی جو کہوں قصہ درد  
 نیند آتی ہے مجھی کوں مرے افسانے میں  
 دل مرا زلف کی زنجیر میں ہے بازی میں  
 اپنے اس کام کا کیا ہوش ہے دیوانے میں  
 کیا مرے کا ہے ترے سبب زخداں کا خال  
 لذت میوہ فردوس ہے اس دانے میں  
 اس ادب گاہ کوں توں مسجد جامع مت بوجھ  
 شیخ ہے باک نہ جا گوشہ مٹے خانے میں  
 آنکھ اٹھاتے ہی مرے ہاتھ میں مجھ کوں لے گئے  
 خوب استاد ہو تم جان کے لے جانے میں  
 خوش ہوں میں صحبت مجنوں میں نہ لیو عقل کا نام  
 آشنائی کی کہاں باس ہے بیگانے میں  
 شعلہ ہے آب حیات دل مشتاق سراج  
 اس سمندر میں بڑا فرق ہے پروانے میں  
 صنم خوش طبعیاں سیکھے ہو تم کن کن ظریفوں میں  
 کہ یہ لطف ادا معلوم ہوتا ہے لطیفوں میں  
 لکھوں وصف اس کی زلفوں کے قلم کر شاخ سنبل کوں  
 دواتوں میں سیاہی بھر گل شیو کی قیفوں میں  
 تری سیدھی نگاہیں ان دنوں میں گرم الفت ہیں  
 مجھے سیفی لگی ہے بات کئی ورد اور وظیفوں میں  
 خیال اس کا ہم آغوش نظر ہے سات پردوں میں  
 عجب شوخی میں پیش آیا ہے یہ شوخ ان عقیقوں میں  
 کہاں پائے مزے کے اس قدر اس نے بڑے کوئی  
 تری آنکھوں کوں سو درجے شرافت ہی شریفوں میں  
 بجوم ہو الہوس کے شمع مجلس ہو سو کیا معنی  
 لطیفوں کوں روا نہیں اختلاط ایسے کثیفوں میں  
 مزاجیں نا موافق ہوں تو کب صحبت برآر ہوئے  
 نہیں ملتی ہماری طبع ان دنیا کے جیفوں میں  
 عبث مت دیکھ آنکھیں پھاڑ پھاڑ ان چشم خونیں کوں  
 پڑا نہیں نرگس باغی تجھے کام ان حریفوں میں  
 خس و خاشاک رہ ہیں ہم ترے اے شعلہ خو ظالم  
 مناسب نہیں ہے اتنی سرکشی آخر ضعیفوں میں  
 سبک روحان معنی ہوئے گل ہیں باغ عرفاں کے  
 ہر اک خار گراں جاں کوں خبر کیا ان لطیفوں میں  
 غلط نہیں ہے کہ بلبل حافظ سیپارہ گل ہے  
 سند رکھتا ہوں میں گلبرگ کے رنگیں صحیفوں میں  
 رقیب اس سنگ دل میں منتظر ہیں ہم کلامی کے  
 سخن کرتا ہے کب وہ کوہ تمکین ان خفیفوں میں



سوار توسن معنی ہوں چوگان طبیعت سپیں  
 لیا ہوں گوئے میدان سخن میں ہم ردیفوں سپیں  
 ادیب عشق کے شاگرد ہیں فرباد اور مجنوں  
 کم کوہ و دشت کا مکتب ہے گرم ان دو خلیفوں سپیں  
 سراج اس شمع کوں ہے شوق پروانے جلانے کا  
 دعا کر یا الہی موم دل بوئے ہم نجیفوں سپیں  
 پی کر شراب شوق کوں ہے بوش بو ہے بوش بو  
 جیوں غنچہ لب کوں بند کر خاموش ہو خاموش ہو  
 ہو عاشق خونیں جگر جیوں لالہ اس گل زار میں  
 کھا دل پہ داغ عاشقی گل پوش ہو گل پوش ہو  
 تجھ کوں اگر ہے آرزو اس خوش ادا کے وصل کی  
 لے دل سراپا شوق میں اغوش ہو اغوش ہو  
 امڈا ہے دریا درد کا یارب مجھے رسوا نہ کر  
 آیا ہے جوش اس دیگ کوں سرپوش ہو سرپوش ہو  
 مجلس میں غم کی لے سراج اب وقت آیا دور کا  
 گر خون دل موجود ہے مے نوش ہو مے نوش ہو  
 تھا بہانہ مجھے زنجیر کے ہل جانے کا  
 چھوڑ دیو اب تو ہوا شوق نکل جانے کا  
 سنگ دل نے دل نازک کوں مرے چور کیا  
 کیا ارادہ تھا اسے شیشہ محل جانے کا  
 مت کرو شمع کوں بدنام جلاتی وو نہیں  
 آپ سپیں شوق پتنگوں کوں ہے جل جانے کا  
 آفریں دل کوں مرے خوب بجا کام آیا  
 سچ سپاہی کو بڑا ننگ ہے ٹل جانے کا  
 شعلہ رو جام بکف بزم میں آتا ہے سراج  
 گردن شمع کوں کیا باک ہے ڈھل جانے کا  
 تجھ پر فدا ہیں سارے حسن و جمال والے  
 کیا صاف گال والے کیا خط و خال والے  
 مجھ رنگ زرد اوپر غصے سپیں لال مت ہو  
 لے سبز شال والے اودے رومال والے  
 تحقیق کی نظر سپیں آخر کوں ہم نے دیکھا  
 اکثر ہیں مال والے کم ہیں کمال والے  
 سایہ کوں سرو قد کے ڈھونڈے پہ کہیں نہ پائے  
 عالم کے فال والے اور کیا نہال والے  
 گر حرف میرے غم کا لاؤں زباں کے اوپر  
 ہو جائیں فال والے یک دم میں حال والے  
 موزوں نہیں گئے ہیں تجھ قد سا ایک مصرعہ  
 جل گئے خیال والے مر گئے مثال والے  
 گر شب کوں سیر کرنے نکلے سراج مہ رو  
 جاہ و جلال والے بویں مثال والے  
 مرا دل نہیں ہے میرے بات تم بن  
 خوش اتنی نہیں کسی کی بات تم بن  
 گھٹا غم اشک پانی آہ بچلی  
 برستا ہے عجب برسات تم بن  
 پکاروں کیوں نہ میں ہے دوست ہے دوست  
 کم ہر شب قتل کی ہے رات تم بن  
 کبھی تو آنے گی پھر وصل کی آن  
 کیا غم نے مرے پر گھات تم بن  
 سراج از بس کم ہے ہے تاب دیدار  
 اسے ہے زندگی سکرانہ تم بن

عمل میں سے پرستوں کے تجھے کیا کام آئے واعظ  
 شراب شوق کا تو نے پیا نہیں جام آئے واعظ  
 لگے گا سنگ خجالت شیشہ ناموس پر نیبے  
 عبث ہم سے گناہوں کوں نہ کر بد نام آئے واعظ  
 نہیں ہے امتیاز نیک و بد چشم حقیقت میں  
 مجھے یکساں ہوا ہے کفر اور اسلام آئے واعظ  
 نیاز ہے خودی بہتر نماز خود نمائی میں  
 نہ کر ہم پختہ مغزوں میں خیال خام آئے واعظ  
 کلام نقطہ علم مختصر ہے سب معانی کا  
 بیان منطق درسی کوں نہیں انجام آئے واعظ  
 وو شیریں لب کی کڑوے بول امرت میں مرے حق میں  
 تجھے معلوم کیا ہے لذت دشنام آئے واعظ  
 سراج اس کعبہ جاں کے تصور کوں کیا سمرن  
 یہی ورد سحر ہے اور دعائے شام آئے واعظ  
 بار تجھ بجر کا بھاری ہے خدا خیر کرے  
 رات دن نالہ و زاری ہے خدا خیر کرے  
 سختی غم میں مرے دل کا لہو پانی ہو  
 چشم گریاں سستی جاری ہے خدا خیر کرے  
 کب مرے چاند کے آنے میں اجالا ہوگا  
 بجر کی رات اندھاری ہے خدا خیر کرے  
 چشم خونریز تری کی ہے عجب تند نگاہ  
 ہو ہم ہو عین کٹاری ہے خدا خیر کرے  
 دل پر آہ میں میرے وہ صنم ڈرتا نہیں  
 کالے ناگوں کی پٹاری ہے خدا خیر کرے  
 بسمل عشق کوں برگز نہیں امید حیات  
 زخم اس تیغ کا کاری ہے خدا خیر کرے  
 آشنا شعلہ دوری میں ہوا جان سراج  
 کاہ کوں آگ میں باری ہے خدا خیر کرے  
 جب میں دیکھا ہوں یار کی صورت  
 گل کوں بوجھا ہوں خار کی صورت  
 کیوں نہ ہوئے قتل دم بدم عاشق  
 میں بھوئیں ذو الفقار کی صورت  
 مجھ کوں آئینہ تصور ہے  
 دلبر گلزار کی صورت  
 دل نے میرے کیا ہے طوق گلو  
 زلف گل رو ہے بار کی صورت  
 ناامیدی میں جلوہ دیدار  
 ہے خزاں میں بہار کی صورت  
 صفحہ دل پہ سینہ چاکوں کے  
 نقش ہے اس نگار کی صورت  
 کاغذ ابر پر لکھا ہے سراج  
 دیدہ اشک بار کی صورت  
 ہوا ہوں ان دنوں مائل کسی کا  
 نہ تھا میں اس قدر گھائل کسی کا  
 دوانے دل کوں سمجھاتا ہوں لیکن  
 کہاں لگ ہوئے کوئی حائل کسی کا  
 ہوا ہے دل دہی کا تم پہ تاواں  
 نہیں آسان لینا دل کسی کا  
 خم گیسو میں اپنے تو گرہ کھول  
 کھلے تا عقدہ مشکل کسی کا

کیا یک وار میں کئی دل کی پھانکیں  
 لگا بے بات کیا کامل کسی کا  
 گلی میں جس کی شور کربلا بے  
 سلونا شوخ بے قاتل کسی کا  
 کہو اس لالہ گلزار جاں کوں  
 کبھی تو دیکھ داغ دل کسی کا  
 سراج اب سوز دل میرا وو جانے  
 جو بے پروانہ محفل کسی کا  
 تری زلف زنار کا تار بے  
 کم جس تار میں دل گرفتار بے  
 کرشمے کے لشکر میں وو شاہ حسن  
 صف خوب رویاں کا سردار بے  
 تلافی سین پوچھے گا کب درد دل  
 ستمگر بے سرکش بے عیار بے  
 جسے دل خراشی نہیں عشق کی  
 طریق محبت میں بے کار بے  
 سجن لطف کر نرگس باغ پر  
 تری چشم مے گوں کا بیمار بے  
 شفا دے مجھے مرہم وصل سوں  
 جگر پر مرے بجر کا وار بے  
 شب بجر میں گل بدن کے سراج  
 نظر میں مری شمع جیوں خار بے  
 چراغ مہ سین روشن تر بے حسن بے مثال اس کا  
 کم چوتھے چرخ پر خورشید بے عکس جمال اس کا  
 صنم کی زلف کے حلقے میں بے جیوں جیم کا نقطہ  
 عجب بے خوش نما اس عارض گلگوں پہ خال اس کا  
 عیاں ہوتا بے جیوں کر سرو پانی کے کنارے پر  
 ہوا یوں جلوہ گر آنکھوں میں قد نونہال اس کا  
 جدا جب سین ہوا وو دلبر جادو نظر مجھ سین  
 جدا ہوتا نہیں یک آن خاطر سین خیال اس کا  
 مجھے بے آرزو دل میں تری چاہ زرخداں کی  
 نہیں درکار حوض کوثر و آب زلال اس کا  
 گرفتار ہوس کیا لذت دیدار کوں پاوے  
 جدا جو کوئی ہوا بے آپ سین پایا وصال اس کا  
 سراج اے شعلہ رو بے کون سا سو میں نہیں واقف  
 مجھے کیا پوچھتا بے پوچھ پروانے سین حال اس کا  
 مسکرا کر عاشقوں پر مہربانی کیجئے  
 بلبلوں کی پاس خاطر گل فشانہ کیجئے  
 عشق نے از بس دیا بے زرد رنگی کا رواج  
 ارغوانی آنسوؤں کوں زعفرانی کیجئے  
 مے کش غم کوں شب مہتاب بے مونے سفید  
 موسم پیری میں سامان جوانی کیجئے  
 بجر کی راتوں میں لازم بے بیان زلف یار  
 نیند تو جاتی رہی بے قصہ خوانی کیجئے  
 یار جانی تو زمانے میں نیٹ کم باب ہیں  
 کیجئے دشمن اگر اپنا تو جانی کیجئے  
 مت ہو اے دل توں سدا بلبل بزاروں پھول کا  
 ایک باقی بوجھنے باقی کوں فانی کیجئے  
 سب سمندر متفق ہو مجھ کوں کہتے ہیں سراج  
 شعلہ رو کے وصف میں آتش بیانی کیجئے

کیا بلا سحر ہیں سجن کے نین  
بے خجل جس انگے برن کے نین  
مجھ پہ کرتے ہیں یار کا جادو  
اس ستم گار سحر فن کے نین  
گردش مے سوں آج فارغ ہے  
جن نے دیکھے ہیں خوش نین کے نین  
آرزو میں تری اے نور نظر  
منتظر ہوں کھلے ہیں من کے نین  
شور ڈالے ہیں سارے عالم میں  
دلبر شکریں سخن کے نین  
گل نرگس اگر نہیں دیکھا  
دیکھ یکبار گل بدن کے نین  
کیوں نہ ہوئے بحر بے خبر سوں سراج  
بوش کھوتے ہیں من برن کے نین  
خاک ہوں اعتبار کی سوگند  
مضطرب ہوں قرار کی سوگند  
مثل آئینہ پاک بازی میں  
صاف دل ہوں غبار کی سوگند  
حوض کوثر سپیں پیاس بجھتی نہیں  
اوس لب آب دار کی سوگند  
معتبر نہیں جمال ظاہر کا  
گردش روزگار کی سوگند  
زندگی اے سراج ماتم ہے  
مجھ کوں شمع مزار کی سوگند  
تیری بھنووں کی تیغ کے جو روبرو ہوا  
سب عاشقوں کی صف میں وو ہی سرخ رو ہوا  
تجھ زلف کے خیال سپیں کیوں کر نکل سکوں  
بر پیچ و خم نمونہ طوق گلو ہوا  
تیرے نگہ کا تیر بے از بس کہ موشگاف  
ممنوں بر ایک زخم سپیں میں ہو بہ ہو ہوا  
رشتے سپیں موج گل کی ہوائے بہار میں  
سب بلبلوں کا چاک گریباں رفو ہوا  
سورج کا رنگ چاند سری کا ہوا سفید  
جس صبح کوں سوار وو خورشید رو ہوا  
جس کی زباں میں عشق کے افسوں کا ہے اثر  
بر حرف اس کا موج پری ہو بہ ہو ہوا  
برجا بے گر کہوں میں اسے شیشہ اتشی  
چشم سراج آئینہ شعلہ رو ہوا  
عشق کی جو لگن نہیں دیکھا  
وو برہ کی اگن نہیں دیکھا  
قدر مچ اشک کی وو کیا جانے  
جس نے در عدن نہیں دیکھا  
تج گلی میں جو کوئی کیا مسکن  
پھر کر اس نے وطن نہیں دیکھا  
آرزو بے کہ زلف کوں کھولے  
میں نے کالی رین نہیں دیکھا  
لب رنگیں دکھا اے معدن حسن  
میں عقیق یمن نہیں دیکھا  
ٹک زمیں پر قدم رکھو ساجن  
آج نقش چرن نہیں دیکھا

دل عبث تشنہ لب بے کوثر کا  
 پیو کا چاہ ذقن نہیں دیکھا  
 غنچہ گل کوں دیکھ گلشن میں  
 گر توں پیو کا دہن نہیں دیکھا  
 تجھ مثل اے سراج بعد ولی  
 کوئی صاحب سخن نہیں دیکھا  
 دن بدن اب لطف تیرا ہم پہ کم ہونے لگا  
 یا تو تھا ویسا کرم یا یہ ستم ہونے لگا  
 سچ کہو تقصیر کیا ہے عاشق مظلوم کی  
 نیمچا ترچھی نگہ کا کیوں علم ہونے لگا  
 تیغ ابرو کوں نیٹ کستے ہو پن حیراں ہوں میں  
 کون سے بیمار پر یہ اب دم ہونے لگا  
 شکر اللہ سرو رعنا کے تصور کے طفیل  
 رفتہ رفتہ دل مرا باغ ارم ہونے لگا  
 بس کرو اے شاہ فوج حسن قتل عام کوں  
 عاشقوں کی آہ کا نیزہ علم ہونے لگا  
 تجھ کوں اے ابو نگہ کس نے سکھایا یہ طرح  
 یا تو تھا اوروں میں رم یا ہم میں رم ہونے لگا  
 بجر کی راتوں میں یہ مصرع ہوا ورد سراج  
 دن بہ دن اب لطف تیرا ہم پہ کم ہونے لگا  
 تجھے کہتا ہوں اے دل عشق کا اظہار مت کیجو  
 خموشی کے مکاں میں بات اور گفتار مت کیجو  
 محبت میں دل و جاں بوش و طاقت سب اکارت ہے  
 کہو کوئی عقل کوں جا کر بڑا بستار مت کیجو  
 عوض نقد دعا کے مفت ہے دشنام اس لب میں  
 ارے دل عشق کے سودے میں پھر تکرار مت کیجو  
 اسے اونچا ہے ظالم دام نے تجھ مہربانی کے  
 ہمارے صید دل اوپر ستم کا وار مت کیجو  
 اگر خواہش ہے تجھ کوں اے سراج آزاد ہونے کی  
 کمند عقل کوں برگز گلے کا بار مت کیجو  
 بار جب پیش نظر ہوتا ہے  
 دل مرا زیر و زبر ہوتا ہے  
 ہو خجل باغ میں گل اب ہوا  
 جب میں گل رو کا گزر ہوتا ہے  
 داغ دل کوں مرے نہیں بہرہ وصل  
 گرچہ ہر گل کوں ثمر ہوتا ہے  
 گرد غم دلبر خوش چشم بغیر  
 سرمہ چشم جگر ہوتا ہے  
 دل لیا نرگس ساحر نے تری  
 سچ کہ جادو کوں اثر ہوتا ہے  
 تیغ ابرو میں تری خوف نہیں  
 دل مرا جائے سپر ہوتا ہے  
 شمع رو کی شب بجر میں سراج  
 آگ غم داغ شرر ہوتا ہے  
 پیو کے آنے کا وقت آیا ہے  
 جی کے جانے کا وقت آیا ہے  
 نیم بسمل ہوں تیغ ابرو میں  
 تلملانے کا وقت آیا ہے  
 شب خلوت میں اس پری رو کوں  
 دکھ سنانے کا وقت آیا ہے

ملک ویران کوں مرے دل کے  
بھر بسانے کا وقت آیا ہے  
کب تلک ہجر کی اگن میں جلوں  
آ بجھانے کا وقت آیا ہے  
پیو کے غم میں آنجھو بہاتا ہوں  
کیا بہانے کا وقت آیا ہے  
مثل پروانہ شمع رو پہ سراج  
دل جلانے کا وقت آیا ہے  
جس کوں تجھ غم میں دل شگافی ہے  
مرہم وصل اس کوں شافی ہے  
ہوش کھونے کو مے نہیں درکار  
گردش چشم مست کافی ہے  
بے خطی میں عیاں بے سبزه خط  
تیرے عارض میں بس کہ صافی ہے  
بخش میرے گناہ کوں آمل  
خط نہیں یہ خط معافی ہے  
گل بدن کوں کہو کہ سیر کوں آ  
آج ہر گل چمن میں لافی ہے  
غضب یار میں نہ ہو غمگیں  
جور نہیں مہر کی تلافی ہے  
رشتہ آہ آتشیں میں سراج  
مچ کوں ہر رات شعلہ بافی ہے  
تجھ زلف کی شکن بے مانند دام گویا  
یا صبح پر ہماری آئی بے شام گویا  
بہیں صاد اس کی آنکھیں اور قد الف کے مانند  
ابرو بے نون نادر گیسو بے لام گویا  
مسجد میں تجھ بھنوں کی اے قبلہ دل و جاں  
پلکیں ہیں مقتدی اور پتلی امام گویا  
رنگیں بہار جنت دوزخ بے مجھ کو اس بن  
دوزخ بے اس کے بوتے دارالسلام گویا  
ٹک ماہ نو کی جانب اے ماہ رو نظر کر  
خم ہو تری بھنوں کوں کرتا سلام گویا  
گل رو کے قد مقابل ہو با ادب کھڑا ہے  
شمشاد بے چمن میں اس کا غلام گویا  
شعر سراج از بس عالم میں ہیں زباں زد  
دیوان کی زمیں بے دیوان عام گویا  
تری نگاہ تلافی نے فیض عام کیا  
خرد کے شہر کے سب وحشیوں کوں رام کیا  
اگرچہ تیر پلک نے کیا تھا دل برما  
ولے نگاہ کے خنجر نے خوب کام کیا  
ترے سلام کے دھج دیکھ کر مرے دل نے  
شتاب آ کہ مجھے رخصتی سلام کیا  
نہ جانوں عشق کی بجلی کدھر میں آئی ہے  
کہ مجھ جگر کے کھلے کوں جلا تمام کیا  
اسی کے ہاتھ میں بے خاتم سلیمانی  
نگین دل پہ جو نقش اس صنم کا نام کیا  
مجھے نگاہ تغافل رقیب پر الطاف  
ادائے مصلحت آمیز نے غلام کیا  
اے آفتاب تری ظلمت جدائی میں  
سراج آہ سحر کوں چراغ شام کیا

اے دل بے ادب اس یار کی سوگند نہ کہا  
 توں ہر اک بات میں دل دار کی سوگند نہ کہا  
 روح چندر بدن اے بو الہوس آزرده نہ کر  
 خوب نہیں تربت مہیار کی سوگند نہ کہا  
 یہ ادا سرو میں زنبار نہیں اے قمری  
 یار کے قامت و رفتار کی سوگند نہ کہا  
 خوف کر خط کی سیلابی سستی اے وعدہ خلاف  
 ہر گھڑی مصحف رخسار کی سوگند نہ کہا  
 اپنی آنکھوں کی قسم کہا کہ لیا نہیں میں نے  
 جان لے کر دل بیمار کی سوگند نہ کہا  
 پیچ دے دے کے مرے دل کوں پریشاں تو کیا  
 ناحق اس زلف گرہ دار کی سوگند نہ کہا  
 تاب اس رخ کی تجلی کی نہیں تجھ کوں سراج  
 توں عبث شعلہ دیدار کی سوگند نہ کہا  
 فجر اٹھ یار کا دیدار کرناں  
 شب ہجران کا دکھ اظہار کرناں  
 اگر ثابت ہے اے دل کفر میں توں  
 قیامت میں یہی اقرار کرناں  
 کہا یوں کھول کر زلفوں کوں صیاد  
 کسی وحشی کوں اپنا یار کرناں  
 تصور میں ترے اے مظہر رب  
 تماشائے در و دیوار کرناں  
 تجھے سوگند اپنے چاہتے کی  
 کہ اپنے چاہتے پر پیار کرناں  
 نہ کہناں خوب ہے تجھ زلف کی بات  
 عبث ہر تار کا بستار کرناں  
 سراج اب عشق کی پروانگی ہے  
 کہ سیر کوچہ و بازار کرناں  
 دل مرا ساغر شکایت ہے  
 زہر غم بس کہ ہے نہایت ہے  
 وو بھویں مجھ پہ کیوں نہ ظلم کریں  
 چشم خوں ریز کی حمایت ہے  
 دیو مجھے لاکھ دام کی جاگیر  
 زلف کھولو بڑی رعایت ہے  
 نقد دیدار بو الہوس کوں نہ دیو  
 اس میں سرکار کی کفایت ہے  
 بے گناہوں کوں قتل کرنے پر  
 مفتیٰ ناز کی روایت ہے  
 بیگل لخت دل میں حرف وفا  
 مرشد عشق کی عنایت ہے  
 شمع رو سن بیان سوز سراج  
 کہ عجب درد کی حکایت ہے  
 دلیری ہر بو الہوس کی حد میں افزوں مت کرو  
 مفلس ہے قدر کوں یک پل میں قاروں مت کرو  
 مت چڑھاؤ آستیں تم قتل کرنے پر مرے  
 اپنے دامن کوں عبث آلودہ خوں مت کرو  
 مہربانی کی طرح پہلی نہ بھولو یک بیک  
 بیت ابرو کوں تم اپنی تازہ مضمون مت کرو  
 لذت مستی اگر دل کوں تمہارے بے عزیز  
 جب تلک دیوانہ ہوئے تب لگ فلاطون مت کرو

اپنے عاشق کوں دکھاؤ جلوۂ ایماں فریب  
 عقل کی رکھتا ہے بو ز ابد کوں مجنوں مت کرو  
 کر دیے ہیں عاشقوں نے خون اپنے کوں سبیل  
 پنجہ نازک کوں مہندی لالہ گلگوں مت کرو  
 چھوڑ دیو تا آتش حسرت میں جل کر خاک ہوئے  
 لاشم عاشق کوں مرنے بعد مدفون مت کرو  
 عاشقوں کوں اس دوبالا کیف کی برداشت نئیں  
 خط کی سبزی لب کی شکر ساتھ معجوں مت کرو  
 خود بخود ہے خود ہوا ہے دیکھ کر تم کوں سراج  
 اس قدر ناز و ادا کا سحر و جادو مت کرو  
 کہاں ہے گل بدن موہن پیارا  
 کہ جیوں بلبل ہے نالاں دل ہمارا  
 بساط عشق بازی میں مرا دل  
 متاع صبر و نقد و بوش بارا  
 تغافل ترک کر لے شوخ ہے باک  
 تملطف کر نوازش کر مدارا  
 ہزارے کا نہیں ہے ذوق مجھ کوں  
 کیا ہوں جب سین تجھ مکھ کا نظارا  
 سنا ہے جب سین تیرے حسن کا شور  
 لیا ز ابد نے مسجد کا کنارا  
 شب ہجرت میں اس مہتاب رو کی  
 ہر اک آنسو ہوا روشن ستارا  
 سراج اس شمع رو نے ان دنوں میں  
 لیا ہے سب پتنگوں کا اجارا  
 کیا غم نے سرایت ہے نہایت  
 کروں کس سین شکایت ہے نہایت  
 ہمارے قتل پر مفتی نے غم کے  
 نکالا ہے روایت ہے نہایت  
 تو اپنے غمزہ خونیں کی ظالم  
 عبث مت کر حمایت ہے نہایت  
 ترے رخ پر بجوم خال و خط نئیں  
 کہ ہیں مصحف میں آیت ہے نہایت  
 کیا ہے عشق کے بادی نے مجھ کوں  
 محبت کی ہدایت ہے نہایت  
 شکر لب نے نگاہ دلبری سین  
 کیا مجھ پر عنایت ہے نہایت  
 سراج اب داستان شوق بس کر  
 کہ ہے جا ہے حکایت ہے نہایت  
 خوب بوجھا ہوں میں اس یار کوں کوئی کیا جانے  
 اس طرح کے بت عیار کوں کوئی کیا جانے  
 لے گئیں بات سین دل اس کی جھکی ہوئی آنکھیں  
 حیلہ مردم بیمار کوں کوئی کیا جانے  
 میں نہ بوجھا تھا تری زلف گرہ دار کے پیچ  
 سچ کہ کیفیت مکار کوں کوئی کیا جانے  
 شرح ہے تابئ دل میں ہے قلم کی طاقت  
 تپش شوق کے طومار کوں کوئی کیا جانے  
 شربت خون جگر کا مزہ عاشق پاوے  
 لذت عشق جگر خار کوں کوئی کیا جانے  
 مشرب عشق میں ہیں شیخ و برہمن یکساں  
 رشتہ سبحہ و زنار کوں کوئی کیا جانے



نمک زخم ہوا مریم جالینوسی  
 خلش سینہ افگار کوں کوئی کیا جانے  
 طوق و زنجیر نہیں جس پہ کسے رحم آوے  
 دام الفت کے گرفتار کوں کوئی کیا جانے  
 جب تلک تلخی شورابہ غم چاکھا نیں  
 تب تلک لذت دیدار کوں کوئی کیا جانے  
 قدر اوس نافہ تاتار کی مجھ میں پوچھو  
 یار کی زلف کی مہکار کوں کوئی کیا جانے  
 میں کہا زخمی غم ہوں تو دیا اس نے جواب  
 اے سراج ایسے چھپے وار کوں کوئی کیا جانے  
 تیرے ابرو کی عجب بیت ہے حالی اے شوخ  
 جس میں ہے مطلب دیوان ہلالی اے شوخ  
 گوہر اشک کوں ہے حلقہ بگوشی کا خیال  
 گر لگے بات ترے کان کی ہالی اے شوخ  
 روح فریاد بھی خوش ہو کے مٹھائی بانٹے  
 گر سنے تجھ لب شیریں سستی گالی اے شوخ  
 جب میں دیکھی ہے خط سبز میں تیرے لب سرخ  
 تب میں سبزے میں چھپی پان کی لالی اے شوخ  
 شہر میں الفت صحرا ہے مجھے دامن گیر  
 کیا قیامت ہیں تری چشم غزالی اے شوخ  
 مسند مطلب دل پر مرے کر مہر قبول  
 منصب لطف کا منگتا ہوں بحالی اے شوخ  
 بس کہ تصویر تری نقش کیا دل میں سراج  
 پردہ چشم ہے فانوس خیالی اے شوخ  
 مرا دل آ گیا جھٹ پٹ جھپٹ میں  
 ہوا لٹ پٹ لپٹ زلفوں کی لٹ میں  
 نمایاں ہے وو نور چشم مردم  
 پلک کی پٹ میں پتلی کی اولٹ میں  
 اگر دیدار کے پائے کی ہے چاہ  
 لے سمرن آنسوؤں کی رہ ربٹ میں  
 ہر اک ناقوس میں آتی ہے آواز  
 کہ ہے پرگھٹ وو ہر ہر، ہر کے گھٹ میں  
 لگی ہے چٹ پٹی مت کر نہٹ ہٹ  
 چھپے مت لٹ پٹے گھونگٹ کے پٹ میں  
 دل دیوانہ میرا آ گیا ہے  
 تری زلفوں کے سائے کی جھپٹ میں  
 سراج اس شمع رو بن جل گیا ہے  
 نہٹ حسرت کے شعلوں کی لپٹ میں  
 غم نے باندھا ہے مرے جی پہ کھلا ہائے کھلا  
 پھر نئے سر سیتی آتی ہے بلا ہائے بلا  
 اے گل گلشن جاں کر مجھے یک بار نہال  
 خار حسرت کا کلیجے میں سلا ہائے سلا  
 دیکھ سکتا نہیں میں گل کوں ہر یک خار کے ساتھ  
 اپنے ہمراہ رقیبوں کوں نہ لا ہائے نہ لا  
 ذبح کرنے میں مرے رحم نہ لایا اس نے  
 بلکہ اتنا بھی کہا نیں کہ گلا ہائے گلا  
 جس نے کھایا ہے تیرے ابروئے خوں ریز کا زخم  
 مرغ بسمل سا لہو بیچ رلا ہائے رلا  
 جان جاناں کوں مرے پاس شتابی لاؤ  
 نیں تو یک پل میں مرا جان چلا ہائے چلا

بے طرح اب تو برہ آگ دہکتی ہے سراج  
دل مرا کیوں نہ پکارے کہ جلا جائے جلا  
کیوں ترے گیسو کوں گیسو بولناں  
دل میں آتا ہے کہ شبو بولناں  
پیچ کھا کر دل مرا چکرت میں ہے  
زلف کوں تیری چکابو بولناں  
بھول گئی ابو کوں اپنی چوکڑی  
تجھ نگہ کوں دام ابو بولناں  
یا فلک کی آرسی میں ہے بلال  
یا کسی کا عکس ابرو بولناں  
سیکھ گئی گلشن میں تیرے قد سستی  
سرو پر قمری نے کو کو بولناں  
کان میں ہے تیرے موتی اب دار  
یا کسی عاشق کا آنسو بولناں  
سامنے اس چہرہ گلفام کے  
ہر گل خوشبو کوں خود رو بولناں  
حسن کے لشکر کے راوت ہیں دو چشم  
زلف و لب شب خوں کا قابو بولناں  
اب چراغ عقل گل کرنی سراج  
سوز دل سین ایک یاہو بولناں  
سینہ صافی کی ہے جسے عینک  
اس کوں دیدار یار ہے بے شک  
صفحہ دل کوں داغ کی کر مہر  
عشق کے شاہ نے دیا دستک  
ربزن عقل سین نہیں وسواس  
ہوں حمایت میں عشق کی جب تک  
بوالہوس سوز دل کوں کیا جانے  
نہ جلے برگز آگ میں ابرک  
غیر کا نقش غیر نقش نگار  
صفحہ دل سستی کیا ہوں حک  
شور ہے بس کہ تجھ ملاحہ کا  
دل ہمارا ہوا ہے کان نمک  
گر جلا چاہتا ہے مثل سراج  
اے دل اس شعلہ رو کی دیکھ جھلک  
غم کی جب سوزش سین محرم ہووے گا  
چشم خورشید شبنم ہووے گا  
یاد لاوے گا کبھی تو مجھ کوں یار  
شمع بن پروانہ پر کم ہووے گا  
عاشق و معشوق میں ثالث ہے عشق  
صلح کا پیغام باہم ہووے گا  
کفر و ایمان دو ندی ہیں عشق کیں  
آخرش دونو کا سنگم ہووے گا  
سرو قد کے بن عبث ہے سیر باغ  
بار غم سین سرو بھی خم ہووے گا  
گر کرے احوال شبنم پر نظر  
رتبہ خورشید کیا کم ہووے گا  
کعبہ کوئے صنم میں اے سراج  
اشک میرا اب زمزم ہووے گا  
جاناں پہ جی نثار ہوا کیا بجا ہوا  
اس راہ میں غبار ہوا کیا بجا ہوا

مدت سے راز عشق مرے پہ عیاں نہ تھا  
 یہ بھید آشکار ہوا کیا بجا ہوا  
 تازے کھلے ہیں داغ کے گل کے باغ میں  
 پھر موسم بہار ہوا کیا بجا ہوا  
 دل تجھ پری کی آگ میں سیماب کی مثال  
 آخر کون ہے قرار ہوا کیا بجا ہوا  
 کشور میں دل کے تھا عمل صوبہ دار عیش  
 اب غم کا اختیار ہوا کیا بجا ہوا  
 آہوئے دل کہ وحشی صحرائے عقل تھا  
 تجھ زلف کا شکار ہوا کیا بجا ہوا  
 وو آفتاب آج مرے قتل پر سراج  
 شب دیز پر سوار ہوا کیا بجا ہوا  
 جس کوں ملک ہے خودی کا راج ہے  
 ہے زمیں تخت اور بگولا تاج ہے  
 خواب میں وو زلف مشکیں دیکھناں  
 حق میں میرے لیلتہ المعراج ہے  
 دیکھ کر لشکر غنیم عشق کا  
 کشور عقل و خرد تاراج ہے  
 اے طیب مہرباں بیمار بجر  
 شربت دیدار کا محتاج ہے  
 یار کی آنکھوں میں ہے جیسی حیا  
 چشم نرگس میں کہاں یہ لاج ہے  
 اس کماں ابرو کے تیر ناز کا  
 سینہ چاکوں کا جگر آماج ہے  
 دل مرا تجھ غم میں اے جان سراج  
 بیشتر ہے تاب کل میں آج ہے  
 ہے دل میں خیال گل رخسار کسی کا  
 داغوں میں محبت کے ہے گل زار کسی کا  
 جاتا ہے مرا جان نیٹ پیاس لگی ہے  
 منگتا ہوں ذرا شربت دیدار کسی کا  
 سب پر ہے کرم مجھ پہ ستم کیا ہے دو رنگی  
 دل دار کسی کا ہے دل آزار کسی کا  
 زنجیر بھلی قید بھلی موت بھی جیوں تیوں  
 پن حق نہ کرے کس کوں گرفتار کسی کا  
 میں ہوں تو دوانہ پہ کسی زلف کا نئی ہوں  
 واللہ کہ رکھتا نہیں یک تار کسی کا  
 یک دم تو ہم آغوش کرو اے گل خوبی  
 ہو جاؤں گا اب نئی تو گلے بار کسی کا  
 جھکتا ہے ذرا باد کے چلنے میں زمیں پر  
 نرگس ہے مگر باغ ہے بیمار کسی کا  
 لاتی ہے خبر یار کی موج دم شمشیر  
 کاری ہے مگر دل میں مرے وار کسی کا  
 ہر رات سراج آتش غم میں نہ جلے کیوں  
 پروانہ جاں سوز ہے بلہار کسی کا  
 زلف مشکین یار قہری ہے  
 کیا قیامت کا ناگ زہری ہے  
 دھوپ میں غم کی تازگی ہے اسے  
 دل نہیں ہے گل دوپہری ہے  
 ذاکر غم کوں دل کے حلقے میں  
 نالہ و آہ ذکر جہری ہے

دامن یار نہیں کناری دار  
 صفحہ جدول سنہری ہے  
 وحشی دشت ہے خودی ہے سراج  
 گرچہ عالم کے نزد شہری ہے  
 سیماب جل گیا تو اسے گرد بولے  
 عاشق فنا ہوا تو اسے مرد بولے  
 شربت کوں خون دل کے پیو زہر کا سا گھونٹ  
 ایسا طیب کال ہے جسے درد بولے  
 ہے کیا کتاب مطلع انوار رخ ترا  
 سورج کوں جس کا یک ورق زرد بولے  
 جیوں ہو ہوئے ہیں محو ہر یک رنگ گل میں ہم  
 اے بلبلو صدائے انا الورد بولے  
 البتہ ہووے مطلع دیوان افتاب  
 تجھ حسن کی صفت میں اگر فرد بولے  
 بازی ہے جان بجر ہے بار اور وصال جیت  
 غم ہے بساط دل کوں مرے نرد بولے  
 ہے آگ عاشقوں کا دم سرد اے سراج  
 اور آگ کی لپٹ کوں دم سرد بولے  
 اس لب کوں کب پسند ہیں رسمی کٹوریاں  
 لالہ کے پھول کی ہیں جسے قہوہ خوریاں  
 دام و قفس نہ چاہئے دل کے شکار کوں  
 کرتی ہیں بند آنکھ کے ڈوروں کی ڈوریاں  
 ہے بس کہ دور ساغر چشم پری رخاں  
 گر گئی ہیں دل کے طاق سین نرگس کی غوریاں  
 بنستے ہو کیوں جو تم نے مرا دل نہیں لئے  
 معلوم ہوئیں تمہاری نگاہوں کی چوریاں  
 اب غم کی رات سیر چراغاں ہے اے سراج  
 یہ اشک گرم تیل ہے آنکھیں سکوریاں  
 بجر کی آگ میں عذاب میں نہ دے  
 مثل سیماب اضطراب نہ دے  
 صندلی حسن ہے ترا درکار  
 درد سر کوں مرے گلاب نہ دے  
 بس ترا دور چشم اے ساقی  
 بوش کھوئے مجھے شراب نہ دے  
 زابد خشک کوں شراب نہ دے  
 آگ دے خار و خس کو آب نہ دے  
 اپنے ماروں کو مت پریشاں کر  
 زلف مشکیں کوں پیچ و تاب نہ دے  
 عاشقوں کوں ہے لذت دشنام  
 ہر کمینے کوں یہ خطاب نہ دے  
 کس نے اے بحر حسن تجھ کوں کہا  
 کہ کسی تشنہ لب کوں آب نہ دے  
 کام جاہل کا ہے سخن چینی  
 اے سراج اس کوں تو جواب نہ دے  
 مائل ہوں گل بدن کا مجھے گل سین کیا غرض  
 کاکل میں اس کے بند ہوں سنبل سین کیا غرض  
 خونیں دلوں کے قتل کوں سیدھی نگاہ بس  
 اس تیغ کوں فسان تغافل سین کیا غرض  
 رسوائی جہاں سین مجھے فکر کچھ نہیں  
 دیوانہ جنوں کوں تامل سین کیا غرض

بس بے غبار راہ لباس شہنشاہی  
 سلطان بے خودی کوں تجمل سین کیا غرض  
 جام منے الست سین بے خود ہوں اے سراج  
 دور شراب و شیشہ پر مل سین کیا غرض  
 اول سین دل مرا جو گرفتار تھا سو بے  
 میرے گلے میں عشق کا زناں تھا سو بے  
 اے شاہ حسن مجھ کوں تمہاری جناب میں  
 مدت سین بندگی کا جو اقرار تھا سو بے  
 معلوم یوں ہوا کہ نصیبوں میں نہیں شفا  
 شمشیر غم کا وار جگر پار تھا سو بے  
 جیوں غنچہ سیر باغ سین ہوتا ہوں تنگ دل  
 تجھ بن مری نگاہ میں گل خار تھا سو بے  
 سوزن مثال آنکھ میں سلٹی بے ہر پلک  
 تیری برہ کا خار دل آزار تھا سو بے  
 اب لگ غم فراق جدائی کی رات میں  
 یارو رفیق و مونس و غم خوار تھا سو بے  
 مت بوجھ سوز عشق سین فارغ سراج کوں  
 پروانہ وار جان سین بلہار تھا سو بے  
 مجلس عیش گرم ہو یارب  
 یار اگر ہووے شمع بزم طرب  
 خون دل آنسوؤں میں صرف ہوا  
 گر گئی یہ بھری گلابی سب  
 مہر بے داغ غم سین دل کی برات  
 نقد دیدار بے ہماری طلب  
 چاہئے زابدوں کوں حجرہ تنگ  
 باغ عاشق بے وسعت مشرب  
 دل مرا بے ترے تغافل سین  
 عندلیپ گل بہار غضب  
 دل کی جاگیر بے جمال آباد  
 جب سین پایا بے عشق کا منصب  
 نہ ملے جب تک وصال اس کا  
 تب تک فوت بے مرا مطلب  
 گل کی مانند مت پریشان ہو  
 بند کر مثل غنچہ اپنے لب  
 شمع و پروانہ سین سنا بے سراج  
 صدق دل سین ادب بے ترک ادب  
 عشاق کا دل داغ کا اندازہ ہوا محض  
 پیشانی دلبر پہ عجب غازہ ہوا محض  
 اے نور نظر منتظر وصل ہوں آ جا  
 دو پاٹ پلک کے نہیں دروازہ ہوا محض  
 مخمور ہوں تجھ چشم گلابی کا پلا جام  
 نرگس کے پیالے ستی خمیازہ ہوا محض  
 لکھتا بے سراج اس گل بے خار کی تعریف  
 دیواں کوں رگ گل ستی شیرازہ ہوا محض  
 محرم دل ہوا وو صحرا وا  
 کر کہ معلوم والہ و رسوا  
 سوچ کر آہ درد کوں آرام  
 دل ہمارا ہوا درس کا گدا  
 مہر کر مہر موم دل ہو کر  
 کر عطا دل کا مدعا سارا

درد کا گھر ہوا ہمارا دل  
ہار گل کا ہوا گل سودا  
دل کہا لالہ الا اللہ  
ورد اسم رسول کر کے سدا  
غم آہستہ رو یاں رفتہ رفتہ  
کیا ہے مجھ کوں حیراں رفتہ رفتہ  
وو ساحر نے ادا کا سحر کر کر  
لیا مجھ سے دل و جاں رفتہ رفتہ  
جگر عشاق کا داغ جفا سوں  
ہوا صحن گلستاں رفتہ رفتہ  
کمند زلف دکھلا کر کیا ہے  
مرے دل کوں پریشاں رفتہ رفتہ  
زبس اس یوسف مصری کے ہیں لب  
ہوا دل مثل کتعاں رفتہ رفتہ  
سراج اب تو نہ ہو غمگیں کہ رحماں  
کرے گا مشکل آساں رفتہ رفتہ  
عشق میں آ کہ عقل کوں کھوناں  
باخرد ہو کے ہے خرد ہوناں  
فرش مخمل سے مجھ کوں بہتر ہے  
غم کے کانٹوں کی سیج پر سوناں  
ابر رحمت ہے بیچ وحدت کا  
کنج مخفی کے کھیت میں ہوناں  
خندہ گل ہے گریہ شبینم  
ہے ہنسی یار کی مرا روناں  
روپ درس دکھا اے سیمیں تن  
نہیں تو جاتا ہے بات سے سوناں  
گرد غم سے جو دل ہوا میلا  
اپنے آنسو کے اب سے دھوناں  
شوخ جادو ادا نے مجھ پہ سراج  
گردش چشم سوں کیا ٹوناں  
دل میں جب آ کے عشق نے تیرے محل کیا  
سب دست و پائے عقل کوں یک پل میں شل کیا  
اس زلف پر شکن سے صنم کھول کر گرہ  
عاشق کے دل کے عقدہ مشکل کوں حل کیا  
سیر چمن کوں جب کہ ہوا لالہ رو سوار  
راز و نیاز بلبل و گل میں خلل کیا  
اقلیم دل سے عقل نے لی تب رہ گریز  
جب صوبہ دار عشق نے آ کر عمل کیا  
مجلس میں عاشقوں کی جب آیا وو شمع رو  
محجوب ہو کے شمع نے صورت بدل کیا  
اے شوخ سحر کار ہر یک ہو الفضول کوں  
تیر نگہ نے بسمل تیغ اجل کیا  
دیکھا ہے جب سے مصرعہ موزون و قد یار  
اس دن سیتی سراج نے فکر غزل کیا  
یار گرم مہربانی ہو گیا  
دشمن جانی تھا جانی ہو گیا  
اس شکر لب کی ملاحت دیکھ کر  
منفعل ہونٹوں سے پانی ہو گیا  
توپ خانے سے ہماری آہ کے  
قلعہ دل دھول دھانی ہو گیا

کیسری جامہ بدن میں اس کے دیکھ  
 رنگ میرا زعفرانی ہو گیا  
 دیکھ اس خورشید رو کوں لے سراج  
 چاند کا رنگ آسمانی ہو گیا  
 اشک خونیں بے شفق آج مری آنکھوں میں  
 سانجھ پھولی بے ترے باج مری آنکھوں میں  
 ایک دن نین جھروکے کی طرف سےیں گزرو  
 مردم چشم بے محتاج مری آنکھوں میں  
 بیٹھ کر تخت مرصع پہ مری پتلی کے  
 بے مبارک جو کرو راج مری آنکھوں میں  
 باغ میں نرگس حیراں نے تجھے دیکھ کہی  
 تیری آنکھوں سی کہاں لاج مری آنکھوں میں  
 آج کی رات عجب رات مبارک بے سراج  
 اس کی صورت کوں بے معراج مری آنکھوں میں  
 عشق نے خوں کیا بے دل جس کا  
 پارہ لعل اشک بے تس کا  
 یاد کر کر عمل میں لاتا ہوں  
 ہر سخن عشق کے مدرس کا  
 چشم ساقی کا وصف لکھتا ہوں  
 لے قلم بات شاخ نرگس کا  
 غم نے پیلا کیا ہمارا رنگ  
 کیمیا گر نے زر کیا مس کا  
 زلف دکھلا کے دل لپیٹ لیا  
 اب پریشاں بے حال مجلس کا  
 تم نے پائے ہو حسن کی دولت  
 پوچھتے کب ہو حال مفلس کا  
 بے کسی مجھ سےیں آشنا بے سراج  
 نہیں تو عالم میں کون بے کس کا  
 وحشت کو مری دیکھ کہ مجنوں نے کہا بس  
 مجنوں میں تو کیا دامن باموں نے کہا بس  
 ہر درد میں جیوں قطب مجھے دیکھ کے ثابت  
 قربان مرے گرد ہو گردوں نے کہا بس  
 گل رو کی جدائی میں مرے داغ جگر دیکھ  
 گلشن میں ہر ایک لالہ پرخوں نے کہا بس  
 بے دام پری بسکہ مری اہ کا جادو  
 بے باک ہو اوس چشم پر افسوں نے کہا بس  
 احوال سراج آتش بچراں میں تری دیکھ  
 دل سوز ہو پروانہ محزون نے کہا بس  
 جان جاتا ہے اب تو آ جانی  
 بجر کی آگ پر چھڑک پانی  
 دامن و آستیں کوں رو رو کر  
 خون دل سےیں کیا ہوں افشانی  
 زلف تیری سےیں داد پاؤں گا  
 بات اُنی بے اب پریشانی  
 لالہ رو پھر بہار اُنی بے  
 کیوں نہ ہوئے پھول کی فراوانی  
 گنج مخفی سےیں آشنا بے سراج  
 جب سےیں ہوئی بے نگاہ رحمانی  
 گل رخوں نے کئے ہیں سیر کا ٹھاٹ  
 گلشن آباد کا بھرا بے باٹ

تیغ ابرو سیں میں شہید ہوا  
 اس سروپی کا کیا بلا ہے کاٹ  
 دل میں آ راہ چشم حیراں سیں  
 کھل رہے ہیں مری پلک کے پاٹ  
 زہر ہیں اس کوں نعمت الوان  
 لذت عشق کی جسے ہے چاٹ  
 نہیں اثر تیر آہ کوں اس میں  
 دل سنگیں ترا ہے لوہا لاٹ  
 پنجنہ عشق کے شکنجہ سیں  
 میں ہوا شش جہت میں بارہ باٹ  
 اے سراج اشک کے چراغوں کوں  
 نئے مژگاں سیں ہم نے باندھے ٹھاٹ  
 جب سیں تجھ عشق کی گرمی کا اثر ہے من میں  
 تب سیں پھرتا ہوں اداسی ہو برہ کے بن میں  
 آج کی رات مرا چاند نظر آیا ہے  
 چاندنی دود سی چھٹکی ہے مرے انگن میں  
 اس کی ثابت قدمی پر ستی قربان ہوں میں  
 کھیت چھوڑا نہیں مجھ دل نے پرت کے رن میں  
 قطرہ اشک مرا دانہ تسبیح ہوا  
 رات دن مجھ کوں گزرتا ہے تری سمرن میں  
 جب سیں دستار رنگایا ہے صنم عباسی  
 گل عباس کوں نیں رنگ رہا گلشن میں  
 سیر دریا سیں نہیں ہم کوں تسلی ممکن  
 غم کے طوفان ابلتے ہیں ہمارے من میں  
 کیوں نہ ہوئے دل یاقوت لباب موم سراج  
 کام کرتا ہے مری آہ کا پیرا کھن میں  
 اے دوست تطف سیں مرے حال کوں آ دیکھ  
 سینے کی اگن مہر کے پانی سیں بجھا دیکھ  
 صادق ہوں مجھے ہو الہوس اے جان توں مت جان  
 شمشیر تغافل دل زخمی پہ چلا دیکھ  
 پیاسا ہوں تری تیغ کے پانی کا ہر اک دم  
 باور نہیں یہ بات تو یک بار پلا دیکھ  
 مجھ آہ کی گرمی سیں جھڑے پھول چمن کے  
 اے سرو گلستان ادا باغ میں جا دیکھ  
 بندہ ہوں ترا خواہ کرم خواہ جفا کر  
 جس طرز ترے شوق میں ہوئے مجھ کوں جلا دیکھ  
 نقد دل خالص کوں مری قلب توں مت جان  
 ہے تجھ کوں اگر شبہ تو کس دیکھ تپا دیکھ  
 تجھ لب کے تبسم میں ہے اعجاز مسیحا  
 اے جان سراج اس دل ہے جان کوں جلا دیکھ  
 کل سیں ہے کل ہے مرا جی یار کوں دیکھا نہ تھا  
 کیوں نہ ہووے بیتاب دل دل دار کوں دیکھا نہ تھا  
 ہے بجا گر ہووے غزل خواں مثل بلبل دل مرا  
 نوبہار گلشن دیدار کوں دیکھا نہ تھا  
 کیونکہ ہووے زابد خود ہیں مرید زلف یار  
 اس نے ساری عمر میں زناں کوں دیکھا نہ تھا  
 اب مشبک ہو گیا اس تیر مژگاں کے طفیل  
 جس دل نازک نے نوک خار کوں دیکھا نہ تھا  
 ابرو پر چیں کوں تیرے دیکھ دل حیراں ہوا  
 کیا مگر شمشیر جوہر دار کوں دیکھا نہ تھا



سینہ گل دار میرا اس کوں آیا ہے پسند  
 یار نے شاید کبھی گل زار کوں دیکھا نہ تھا  
 دیکھ اشک گرم کوں میرے کہا اس نے سراج  
 میں کبھی اس ابر آتش بار کوں دیکھا نہ تھا  
 عشق میں اول فنا درکار ہے  
 دل میں ترک ماسوا درکار ہے  
 ترک مقصد عین مقصد ہے اسے  
 جس کوں دل کا مدعا درکار ہے  
 دل بتنگ آیا ہے اب لازم ہے آہ  
 غنچہ گل کوں صبا درکار ہے  
 زخمی غم کیوں نہ کھینچے آہ درد  
 حلق بسمل کوں صدا درکار ہے  
 وصف زلف یار کا آساں نہیں  
 رشتہ فکر رسا درکار ہے  
 بے لب ساقی میں چشمہ خضر کا  
 گر تجھے آب بقا درکار ہے  
 رنگ میرا کان زر ہے اے صنم  
 مجھ میں آمل گر طلا درکار ہے  
 گوشہ ابرو دکھا اے قبلہ رو  
 مجھ کوں محراب دعا درکار ہے  
 دل رقیبوں کا جلانے اے سراج  
 آتشیں رو دل رہا درکار ہے  
 شربت وصل پلا جا لب شیریں کی قسم  
 جان جاتا ہے مرا سورۃ یسین کی قسم  
 دیکھ مجھ حال کوں اے تازہ بہار خوبی  
 اشک رنگیں ہیں رواں دامن گلچیں کی قسم  
 مکتب عشق میں آ عقل کی تختی دھوناں  
 راست ہے یہ سخن استاد کی تلقین کی قسم  
 شیشہ خاطر نازک کوں مرے مت کر چور  
 اے ستم گر تجھے اپنے دل سنگیں کی قسم  
 اشک بے تیل شب بحر میں اے جان سراج  
 ہر پلک حسرت زینون ہے والتیں کی قسم  
 یک نگہ میں لیا ہے وہ گلفام  
 کیا خرد کیا شکیب کیا آرام  
 حق میں عشاق کے قیامت ہے  
 کیا کرم کیا عتاب کیا دشنام  
 مجھ کوں گل گشت باغ زنداں ہے  
 سبزہ زنجیر و شاخ سنبل و دام  
 مے کشی کوں تری گلستان میں  
 سرو مینا ہے دور نرگس جام  
 وقت ہے اب نماز مغرب کا  
 چاند رخ لب شفق ہے گیسو شام  
 آرزو ہے جو منزل مقصود  
 ترک مطلب ہے مدعاۓ تمام  
 صدق دل میں سیر سراج باندھا ہے  
 کعبہ کوئے یار کا احرام  
 دل دار کی کشش نے اینچا ہے من ہمارا  
 بے خاک اس قدم کی شاید وطن ہمارا  
 اے دوستان جانی دل میں کرو توجہ  
 تا جان پاس اپنے پہنچے بدن ہمارا

گر زندگی ہے باقی پھر تم سے آملیں گے  
 دیدار آخری ہے جو ہے مرن ہمارا  
 دریائے مدعا کا لائے ہیں تہاہ جب سے  
 ہر بوند اشک کا ہے در عدن ہمارا  
 درکار نہیں ہے پہریں ہر میں قبائے زینت  
 یہ بس ہے خاکساری خاکی ہرن ہمارا  
 سب چھوڑ خانما کوں ہیں اس کی جستجو میں  
 ہے دشت اور بیاباں باغ و چمن ہمارا  
 مانند کوہ کن ہے ہے کل سراج کا دل  
 شاید کہ ماں لیوے شیریں سخن ہمارا  
 کافر ہوا ہوں رشتہ زنا کی قسم  
 تجھ زلف حلقہ دار کے ہر تار کی قسم  
 برگز مریض ہجر کوں بن وصل نہیں علاج  
 اس خوش ادا کی نرگس بیمار کی قسم  
 اس گل بدن کے کاکل پر پیچ کا خیال  
 زنا مجھ گلے کا ہوا ہار کی قسم  
 تیرے بھنووں کی یاد نے ٹکڑے کیا ہے دل  
 ہے ذو الفقار حیدر کرار کی قسم  
 امیدوار چاہ زرخندان یار ہوں  
 میں تشنہ لب ہوں شربت دیدار کی قسم  
 درکار گر حنا ہے مجھ آنکھوں میں رکھ قدم  
 ہے تجھ کوں میرے دیدہ خوں ہار کی قسم  
 یکجا ہوئے ہیں بلبل و پروانہ اے سراج  
 اس شمع رو کے چیرہ گل نار کی قسم  
 جو تجھے دیکھ کے مہبوت ہوا  
 خون دل اس کو سدا قوت ہوا  
 جو ہوا دیکھ ترے عارض کوں  
 شاخ گل کا اسے تابوت ہوا  
 جو اٹھا مجلس ناسوتی میں  
 محرم خلوت لاہوت ہوا  
 نوک مژگان صنم حق میں مرے  
 تیز جوں نیزہ رچیوت ہوا  
 اشک خونیں شب ہجران کا سراج  
 روغن شعلہ یا قوت ہوا  
 ہر ہر ورق پہ کیوں کہ لکھوں داستان ہجر  
 اتنا نہیں زبان قلم پر بیان ہجر  
 ظاہر اگرچہ تازہ و تر مثل لالہ ہوں  
 مجھ دل میں جانشین ہے داغ نہاں ہجر  
 پڑمردہ کیوں نہ ہوئے گل امید عاشقان  
 بہتی ہے دل کے باغ میں باد خزان ہجر  
 اب حیات وصل سے دے عمر جاوداں  
 ہے ہے قرار غم سے نیم جان ہجر  
 وہ عاشقی کی مثل میں منظور ہے مدام  
 چلے میں غم کے بیٹھ جو کھینچا کمان ہجر  
 نہیں سیر لالہ زار کی عاشق کوں آرزو  
 از بس ہے داغ سینہ گل بوستان ہجر  
 جاری بہ راہ چشم سستی خون دل سراج  
 جب سے مرے جگر میں لگی ہے سنان ہجر  
 بھرا کمال وفا سے خیال کا شیشہ  
 کہ ہوئے بدر سے پورا بلال کا شیشہ

وو خوش دین کی جدائی سیں نرم گلشن میں  
 ہر ایک غنچہ ہے رنگ ملال کا شیشہ  
 خیال عارض گل رنگ کی تجلی سیں  
 ہے اُنہ عرق انفعال کا شیشہ  
 تمام ہو قلمونی کا ہے تجلی گاہ  
 نہیں خدائی میں دل کی مثال کا شیشہ  
 چمن میں عازم بولی ہے وو بسنت پوش  
 ہوا ہے غنچہ لالا گلال کا شیشہ  
 خوشی سیں چرخ میں ہے آفتاب کی مانند  
 ملا جسے مے نور جمال کا شیشہ  
 نبی کی آل کا احوال سن ہوا پرخوں  
 سراج دل ہے مرا رنگ آل کا شیشہ  
 جس نے تجھ حسن پر نگاہ کیا  
 نور خورشید فرش راہ کیا  
 حق نے اپنے کرم ستی مچ کوں  
 ملک خوبی کا پادشاہ کیا  
 مشق غفلت سے تیرہ باطن نے  
 صفحہ زندگی سیاہ کیا  
 حوض کوثر کا تشنہ لب کب ہے  
 اس زرخداں کی جس نے چاہ کیا  
 کوچہ زلف میں گیا جب دل  
 برگ سنبل کوں زاد راہ کیا  
 برق خرمن ہے جان دشمن کا  
 درد سیں جس نے ایک آہ کیا  
 مت جلا اب سراج کوں ظالم  
 شعلہ غم کوں عذر خواہ کیا  
 جس کوں درد جگر کی لذت ہے  
 زہر اس کوں مثال امرت ہے  
 دیکھ تجھ ناز کی نزاکت کوں  
 نگہت گل شہید حیرت ہے  
 کم نمائی سیں اس قمر رو کوں  
 ماہ نو کی مثال شہرت ہے  
 میری آنکھوں میں یار کی تصویر  
 عکس اُٹینہ محبت ہے  
 جہانجھ میں کیوں نہ آوے دل میرا  
 تجھ جدائی کی مجھ کو نوبت ہے  
 کیا چکا ہو ہے زلف میں تیری  
 آرسی جس کوں دیکھ چکرت ہے  
 وصل میں اضطراب جاتا نہیں  
 سو قرن مجھ کوں ایک ساعت ہے  
 مثل اُٹینہ کر نمد پوشی  
 صافئ سینہ ترک زینت ہے  
 پھر پتنگوں کا شور اٹھا سراج  
 جلوہ شمع رو قیامت ہے  
 سنو تو خوب ہے ٹک کان دھر میرا سخن پیارے  
 کم عاشق پر نہ ہونا اس قدر بھی دل کٹھن پیارے  
 کدھر ہو ہے خبر ہو کیا مگر احوال سیں میرے  
 ادھر دیکھو اے ظالم لاوبالی من برن پیارے  
 نہ کر ازردہ خاطر بلبل ہے تاب کوں برگز  
 غنیمت بوجھ دو دن کی بہار اے من برن پیارے

بھنسا ہے مجھ سری کا صید آ کر دام میں تیرے  
 کیا تو نے مگر کچھ سحر اے جادو نین پیارے  
 تغافل مت کرو اے نو بہار گلشن خوبی  
 تمہارے بن نیٹ ہے اب ہے دل کا چمن پیارے  
 مرے دل کی کلی مرجھا رہی ہے صرصر غم میں  
 کرو ٹک مسکرا کر بات اے شیریں دہن پیارے  
 سراج اب شعلہ الفت میں جیوں پروانہ جلتا ہے  
 نہ جانوں تجھ سستی اس کوں لگی ہے کیا لگن پیارے  
 نقش قدم ہوا ہوں محبت کی راہ کا  
 کیا دل کشا مکاں ہے مری سجدہ گاہ کا  
 گرمی میں آفتاب قیامت کی کیوں دروں  
 سایہ ہے مجھ کوں سرو قیامت پناہ کا  
 ناسور ہو کہ روز قیامت تلک ہمے  
 جس کے جگر میں تیر لگے تجھ نگاہ کا  
 پیو کا جمال دیکھ ہوا چاک چاک دل  
 جیوں کہ کتنا پہ عکس پڑے نور ماہ کا  
 ڈورے نہیں ہیں سرخ تری چشم مست میں  
 شاید چڑھا ہے خون کسی ہے گناہ کا  
 دل تجھ برہ کی آگ میں کیونکر نکل سکے  
 شعلہ میں کیا چلے گا کہو برگ گاہ کا  
 سنبل ہے جیوں کہ جلوہ نما جونیار پر  
 آنکھوں میں میری عکس دو زلف سیاہ کا  
 مہتاب رو کے رخ پہ سیہ خط نہیں سراج  
 جا کر کھلا ہوا ہے مرے دود آہ کا  
 ہماری آنکھوں کی پتلیوں میں ترا مبارک مقام ہے گا  
 پلک کے پٹ ہم نے کھول دیکھے تو عین ماہ تمام ہے گا  
 ارے شراب خرد کے کیفی نہ کر توں دعوائے پختہ مغزی  
 مے محبت کا جام پی توں کہ اب تلک ظرف خام ہے گا  
 خیال ابروئے قبلہ رویاں ہوا ہے محراب سجدہ دل  
 نماز شرط نیاز کی پڑھ صف جنوں کا امام ہے گا  
 اگرچہ ہر سرو راست قامت چمن میں مغرور سرکشی ہے  
 مقابل اس قد خوش ادا کے مری نظر میں غلام ہے گا  
 سراج اس شعلہ رو میں برگز گلہ روا نیں ہے عاشقوں کوں  
 تمام جلتی ہے شمع ہر شب عبث پتنگوں کا نام ہے گا  
 جو کچھ کہ تم میں مجھے بولنا تھا بول چکا  
 بیان عشق کے طومار کوں میں کھول چکا  
 ازل میں مجھ کوں دیا درد صانع تقدیر  
 مرے نصیب کے شربت میں زہر گھول چکا  
 جنوں کے شہر میں نہیں کم عیار کوں حرمت  
 میں نقد قلب کوں کانٹے میں دل کے تول چکا  
 مجھے خرید کیے تم نے کم نگاہی میں  
 کمینہ بندہ ہے زر کا آج مول چکا  
 نہیں رہا سخن آب دار کا موتی  
 سراج طبع کے سب جوہروں کوں رول چکا  
 میرے جگر کے درد کا چارا کب ائے گا  
 یک بار ہو گیا ہے دوبار کب ائے گا  
 پتلیاں مرے نین کے جھروکے میں بیٹھ کر  
 بیکل ہو جھانکتی ہے پیارا کب ائے گا  
 اس مشتری جبین کا مجھے غم ہوا زحل  
 طالع مرے کا نیک ستارا کب ائے گا

مرجھا رہی ہے دل کی کلی غم کی دھوپ میں  
 گل زار دلبری کا ہزارا کب ائے گا  
 بے شاد اپنے پھول سیں ہر بلبل اے سراج  
 وو یار نو بہار ہمارا کب ائے گا  
 سنے راتوں کوں گر جنگل میں میرے غم کی واویلا  
 تو مجنوں قبر سیں اٹھ کر پکارے آہ یا لیلیٰ  
 ہمارا خون ناحق نیں ہوا ضائع ارے قاتل  
 زمیں سے گل ہو نکلا آسماں پر ہو شفق پھیلا  
 برن سب بیں براتی اور دوانہ بن کا دولہا ہے  
 ہم ہر خلعت کوں عریانی کی پھرتا ہے بنا چھیلا  
 شراب صاف دے تا صاف ہو ساقی غبار غم  
 ہمارا دل نپٹ گرد کدورت سے ہے اب میلا  
 سراج اس شعلہ رو کی تتگ پوشی کوں کہاں پہنچے  
 کہ ہے جامہ بدن میں شمع کے فانوس کا ڈھیلا  
 صنم جب چیرہ زر تار باندھے  
 جھلک سیں کوچہ و بازار باندھے  
 ہزاروں تیغ بندوں کوں کرے قتل  
 خم ابرو کی جب تلوار باندھے  
 جو دیکھے ایک دم زاہد تری زلف  
 گلے میں زہد کا زناں باندھے  
 طالب کے عقدہ مشکل کوں کھولے  
 جو کوشش کی کمر یکبار باندھے  
 جو کوئی غم کا حصار قلب چاہے  
 غبار آہ سیں دیوار باندھے  
 جو دیکھے گل رخوں کو کو لاابالی  
 بجا ہے گر لب اظہار باندھے  
 سراج آنکھیں کیا ہے غیر سیں بند  
 کہ تا دل میں خیال یار باندھے  
 جلوہ جاں فزا دکھاتا رہ  
 دل ہے جان کوں جلاتا رہ  
 دل ہمارا غریب خانہ ہے  
 گاہ گاہ اس طرف بھی آتا رہ  
 خشک ہوتے ہیں دم بدم لب زخم  
 آب شمشیر کا پلاتا رہ  
 عشق آتا ہے فوج غم لے کر  
 تجھ کوں کہتا ہوں ہوش، جاتا رہ  
 تاکہ خوش ہووے گل بدن بلبل  
 اکثر اپنی غزل سناتا رہ  
 منصب عشق ہے اگر تجھ کوں  
 نوبت آہ کوں بجاتا رہ  
 شمع رو سیں سراج جا کر بول  
 کہ پتنگوں کوں مت جلاتا رہ  
 نین کی پتلی میں اے سریجن ترا مبارک مقام دستا  
 پلک کے پٹ کھول کر جو دیکھوں تو مجھ کوں ماہ تمام دستا  
 پری کی مجلس میں تجھ کوں زاہد بنوز پروانگی نہیں ہے  
 مئے محبت کوں نوش کر توں کہ اب نلک مجھ کوں خام دستا  
 سبھوں سیں مکھ موڑ کر مرا دل پرت کے فن میں ہوا اداسی  
 نماز جی سیں نیاز کی پڑھ صف جنوں کا امام دستا  
 اگرچہ ہر سرو راست قامت چمن میں مغرور سرکشی ہے  
 مقابل اس قد خوش ادا کے مری نظر میں غلام دستا

وو شکریں لب نے گوش دل میں تمام سن کر یوں ریختہ کوں  
 کہا وو میٹھے بچن میں مجھ کوں سراج شیریں کلام دستا  
 ظالم مرے جگر کوں کرے کیوں نہ پھانک پھانک  
 سیکھا ہے وو نگہ کا پٹا اور ادا کا بانک  
 پوتھی خیال یار کی آئی ہے جب میں بات  
 دل کے ورق پہ تب سیتی لکھتا ہوں غم کی آنک  
 انگشتی کوں دل کی بنایا ہوں نذر یار  
 لخت جگر کے لعل کوں الفت کا دیکھ ڈانک  
 آتا ہے یاد پھول کے دیکھے میں گل بدن  
 عاشق کا چھیلنی ہے جگر بلبلوں کی بانک  
 جان جہاں کا ذوق اگر ہے تجھے سراج  
 پنہاں نگاہ غیر میں پردے میں دل کے جھانک  
 فصل گل کا غم دل ناشاد پر باقی رہا  
 حشر لگ یہ مظلوم صیاد پر باقی رہا  
 کھول کر زلفوں کوں آیا سرو قد جب باغ میں  
 نقش حیرت طرہ شمشاد پر باقی رہا  
 جل گیا پروانہ پن مجھ سا سمندر خو نہیں  
 یہ سخن شاگرد کا استاد پر باقی رہا  
 عاشقی میں کب روا ہے اس طرح کی ظالمی  
 خون شیریں گردن فریاد پر باقی رہا  
 رہ گئے ذوق تبسم میں تغافل کے شہید  
 بسملوں کا خون بہا جلاذ پر باقی رہا  
 الفت لیلیٰ نے مجنوں کا مٹایا سب نشان  
 نام اس کا صفحہ ایجاد پر باقی رہا  
 کھول چشم لطف دے جاگیر مقصود سراج  
 شمع رو پروانہ دل صیاد پر باقی رہا  
 مخمور چشموں کی تبرید کرنے کوں شبنم ہے سرداب شوروں کی مانند  
 روپے کے تھالے سفیدی ہے نرگس کی زردی ہے زر کے کٹوروں کی مانند  
 دارائی سرخ ان جامہ زیبوں نے عاشق کے لوبو سے رنگیں کئے ہیں  
 ہے خود بو کہتا ہوں کیا خوب لگتے ہیں میرے کلیجے کے قوروں کی مانند  
 اے دست مشاطہ توں جب میں پہونچا ہے اس زلف مشکیں کی شانہ کشی کوں  
 عاشق کی آہوں کے ان صاف رشتوں میں گریباں ہیں انگلی کی پوروں کی مانند  
 یہ تنگی انہوں کے دہن کی نہ پاوے گا اپنے گریباں میں سر کو نوا توں  
 اے غنچہ باغی بو مہتاب رویوں میں مت خندہ پن کر چکوروں کی مانند  
 دل کے خزانے میں شاید لیجاوے گا جی کے جواہر کوں عیاریوں میں  
 ہر دم خیال اوس کا آنکھوں کے روزن میں آتا ہے چھپ چھپ کہ چوروں کی مانند  
 غم کے پہاڑوں کوں سر پر اٹھائے ہیں وحشت کے پنچوں میں آہوں نے میری  
 دل کے اکھاڑے میں اب کون ہم سر ہے ان پہلوانوں کے زوروں کی مانند  
 پروانہ رنگوں کے عرس جدائی میں سیر چراغاں ہے جان سراج آج  
 روشن فتیلے ہیں آہوں کے شعلوں کے سینے میں کورے سکوروں کی مانند  
 جس کوں پیو کے بجر کا بیراگ ہے  
 آہ کا مجلس میں اس کی راگ ہے  
 کیوں نہ ہوئے دل جل کے خاکستر نم  
 آتشیں رو کی محبت آگ ہے  
 اے دل اس کے زہر میں وسواس کر  
 زلف نہیں ہے بلکہ کالا ناگ ہے  
 جب میں لایا عشق نے فوج جنوں  
 عقل کے لشکر میں بھاگا بھاگ ہے  
 طالع سکندری رکھتا سراج  
 روبرو آئینہ رو کیا بھاگ ہے

مان مت کر عاشق بے تاب کا ارمان مان  
 جان کر انجان مت ہو مجھ کوں تو بے جان جان  
 فکر اپنی نہیں مجھے بے اس کی بد نامی کا خوف  
 مجھ کوں نام و ننگ کی بے ہر گھڑی ہر آن آن  
 تیر و خنجر میں نہیں بے آب داری اس قدر  
 تجھ نگہ کی دیکھ کر جلدی ہوا قربان بان  
 دشت وحشت میں نیٹ بے کس ہوں اے ابو نگہ  
 ہوں بھکاری وصل کا دے مجھ کوں اس میدان دان  
 قتل کرنے پر ترے بے تیغ ہر کف و صنم  
 سرکشی مت کر سراج اب جان کا فرمان مان  
 بات کر دل سستی حجاب نکال  
 غنچہ لب سستی گلاب نکال  
 شب بھراں کی تیرگی کر دور  
 حسن تاباں کا افتاب نکال  
 بیت ابرو کا درس دے مجھ کوں  
 فرد دیوان انتخاب نکال  
 بو الہوس بند عقدہ غم بے  
 زلف مشکیں سیں پیچ و تاب نکال  
 منحصر نہیں بے گوشہ گیری پر  
 دل سیں یکسو ہو سب حساب نکال  
 تکیہ مخملی سربانے رکھ  
 لیکن آنکھوں سیں اپنی خواب نکال  
 مستی عشق گر تجھے بے سراج  
 شیشہ چشم سیں شراب نکال  
 ہر کسی کوں گزر عشق میں آنا مشکل  
 راہ سیدھی بے ولے راہ کوں پاناں مشکل  
 کس طرح کیجئے فکر شرر افشانی اشک  
 جب کہ پانی میں لگی آگ بجھاناں مشکل  
 خوب لگتی بے ترے چیرہ نکدار کی سچ  
 جس طرح دل میں چبھی بے سو بتاناں مشکل  
 پھول میرے کوں اگر پھول کہوں بھولے سیں  
 پھول کوں پھول کے پھولوں میں سماناں مشکل  
 آتشیں رو سیں نہاں کیونکہ رکھوں سوز جگر  
 جان جاتا بے سراج اب تو چھپاناں مشکل  
 مجھ سیں غم دست و گریباں نہ ہوا تھا سو ہوا  
 چاک سینے کا نمایاں نہ ہوا تھا سو ہوا  
 اب تلک مجھ کوں کسی شخص کے چہرہ کا خیال  
 صورت آئنہ جاں نہ ہوا تھا سو ہوا  
 صف عشاق میں کوئی ثانی مجنوں مجھ سا  
 وحشی کوہ و بیاباں نہ ہوا تھا سو ہوا  
 اشک اولے ہو برستے ہیں مرے دامن میں  
 یہ ورق نقرہ افشاں نہ ہوا تھا سو ہوا  
 خنجر عشق نے احسان کیا سر پہ مرے  
 جان کنڈن کبھی آساں نہ ہوا تھا سو ہوا  
 قبلہ رو رحم کیا مجھ پہ خط آغازی میں  
 کافر بند مسلمان نہ ہوا تھا سو ہوا  
 آہ سوزاں سیں مرے دامن صحرا میں سراج  
 قیر مجنوں پہ چراغاں نہ ہوا تھا سو ہوا  
 بوس کی آنکھ سیں وو چہرہ روشن نہ دیکھو گے  
 تو چہرہ تو کہاں پن گوشہ دامن نہ دیکھو گے

چھپاتے ہو سو ہے جا اس جمال حیرت افزا کوں  
 مری آنکھوں میں دیکھو گے تو پھر درپن نہ دیکھو گے  
 اگر اس خوش دہن کے لب پہ دیکھو رنگ مسمی کا  
 تو پھر زنبار برگ غنچہ سوسن نہ دیکھو گے  
 اگر دیکھو گے عکس اس خط کا میری چشم گریاں میں  
 لب جو پر بہار سبزہ گلشن نہ دیکھو گے  
 سراج اپنے میں کیوں وسواس ہے اے شمع رو تم کوں  
 کسی عاشق کوں تم معشوق کا دشمن نہ دیکھو گے  
 مجھ پر اے محرم جاں پردہ اسرار کوں کھول  
 خواب غفلت میں اٹھا دیدہ ہے دار کوں کھول  
 دل کوں اب دامن صحرائے جنوں یاد آیا  
 عقل کے دام میں اس صید گرفتار کوں کھول  
 اے نسیم سحری ہوئے محبت لے آ  
 طرہ یار ستی عطر کی مہکار کوں کھول  
 آرزو ہے مری آنکھوں میں رواں ہوئی آنسو  
 نشتر غم میں رگ ابر گہر بار کوں کھول  
 میں خریدار ہوں دے جنس جنوں خاطر خواہ  
 اے غم قافلہ سالار نک اس بار کوں کھول  
 قفس غم میں دل افسردہ رہوں گا کب تک  
 نغمہ شوق میں میرے لب گفتار کوں کھول  
 قصہ درد کوں انجام نہیں مثل سراج  
 غم کے دفتر کوں لپیٹ آہ کے طومار کوں کھول  
 تری نگاہ کی انیاں جگر میں سلیاں ہیں  
 نجانوں کوں سے زیر آب بیچ پلیاں ہیں  
 ادھر میں تند نگاہیں ادھر دل نازک  
 کدھر کے تیر کی چوٹیں کدھر کوں چلیاں ہیں  
 خیال غنچہ دہن میں ز بسکہ جاری ہے  
 ہمارے اشک کی لڑ موتیے کی کلیاں ہیں  
 زبان حال میں کہتا ہے ان کا نقش قدم  
 بہشت دیدہ و دل خوش قدوں کی گلیاں ہیں  
 نہ پوچھ سرو کا ان قمریوں کوں خاک نشیں  
 وو شعلہ قد کے دکھوں اے سراج جلیاں ہیں  
 رشتے میں تری زلف کے ہے جان ہمارا  
 ہے جا نہیں سنبل کے اوپر مان ہمارا  
 سرمایہ اشفتہ دلی جمع ہوا ہے  
 آ دیکھ صنم حال پریشان ہمارا  
 جیوں صورت دیوار ہوا محو تمنا  
 مشتاق ترا ہے دل حیران ہمارا  
 درپیش ہے ہم کوں سفر منزل مقصود  
 بس آہ سحر گاہ یہ سامان ہمارا  
 تیرے لب شیریں کی سنا جب میں حکایت  
 کاشانہ زنبور ہوا کان ہمارا  
 مجنوں کی طرح وحشی صحرائے جنوں نہیں  
 ہے وسعت مشرب سیتی میدان ہمارا  
 کہتے ہیں تری زلف کوں دیکھ اہل شریعت  
 قربان ہے اس کفر پر ایمان ہمارا  
 آزاد کنے قید میں تسبیح کی اس کوں  
 ہے گردن زناں پہ احسان ہمارا  
 سینہ کے طبق میں ہے کباب دل پرسوز  
 جس دن سے غم بجر ہے مہمان ہمارا



اے شوخ کشش سیں ترے ابرو کی کماں کی  
دل ہاتھ سیں جاتا ہے ہر اک آن ہمارا  
اے جان سراج ایک غزل درد کی سن جا  
مجموعہ احوال ہے دیوان ہمارا  
ہم ہیں مشتاق جواب اور تم ہو الفت سیں بعید  
نقد دل گر تم کوں پہونچا ہے تو بھجوا دیو رسید  
باغ میں ہم مر گئے محروم وصل گل بدن  
ہیں ہمارے آج پھول اور بلبلوں کے حق میں عید  
لشکر قلب صف عشاق میں ہے غلغلہ  
یکہ تاز آہ کوں کس نے کیا ہے نا رسید  
حسن کوں ہے نقد ناز اور عشق کوں جنس نیاز  
پھر عبث شکوہ ہے یہ سودا ہوا ہے خوش خرید  
باغ سیں گلچیں چلا تب بلبلوں نے غل کیا  
حضرت گل کوں کیا جاتا ہے یہ کافر شہید  
ربروان جنوں کوں فتحیاب فیض ہے  
آبلوں کے قفل کو خار بیاباں ہے کلید  
بت پرستوں کوں ہے ایمان حقیقی وصل بت  
برگ گل ہے بلبلوں کوں جلد قرآن مجید  
نور جاں فانوس جسمی سیں جدا کب ہے سراج  
شعلہ تار شمع سیں کہتا ہے من حبل الوریث  
ہمارے پاس جاناں آن پہنچا  
دل ہے جان کوں اب جان پہنچا  
نہ ہووے کیوں شور دل کی بانسلی میں  
ملاححت کا سلونا کان پہنچا  
کماں ابرو کی ہر ترچھی نگہ سیں  
جگر کے توڑنے کوں بان پہنچا  
دکھایا مصحف رخسار اپناں  
ہمارا دین اور ایمان پہنچا  
مجھے کہہ کاکریزی چیرے والے  
کہ وقت سیر نا فرمان پہنچا  
مے و جام و گل مطرب ہے موجود  
بہار وصل کا سامان پہنچا  
دل مفلس نے پایا وصل کا گنج  
بھکاری کوں درس کا دان پہنچا  
سراج اب گھر ترا روشن ہوا ہے  
مگر وو شمع رو مہمان پہنچا  
دل ناداں مرا ہے ہے تقصیر  
ذبح کرتے ہو اوس کوں ہے تکبیر  
نقش دیوار صحن گلشن ہے  
جس نے دیکھا ہے یار کی تصویر  
عاشقوں کوں نہیں ہے رسوائی  
مصحف عشق کی ہے یہ تفسیر  
گردش چشم یار ہے جا نہیں  
دل کے لینے کی ہے اسے تدبیر  
ہو الہوس کب تلک رہے آزاد  
کھول صیاد زلف کی زنجیر  
جانتی ہے وو زلف عقدہ کشا  
میرے اشقہ خواب کی تعبیر  
شب بچراں میں اے سراج مجھے  
اشک ہے شمع اور پلک گلگیر

جس دن سیں میں یار بوجھتا ہوں  
 کب صبر و قرار بوجھتا ہوں  
 زنداں میں مجھے بے سیر گلشن  
 زنجیر کوں بار بوجھتا ہوں  
 گلشن میں بغیر وصل گل رو  
 ہر پھول کوں خار بوجھتا ہوں  
 تجھ شوق میں دل ہوا بے طہنور  
 ہر آہ کوں تار بوجھتا ہوں  
 از بس کہ ہوا ہوں سب سیں یک رنگ  
 اغیار کوں یار بوجھتا ہوں  
 مشتاق ہوں جب سیں سرو قد کا  
 شمشاد کوں دار بوجھتا ہوں  
 مانند سراج سوز و غم میں  
 جلنے کوں بہار بوجھتا ہوں  
 سرو گلشن پر سخن اس قد کا بالا ہو گیا  
 ہر نہال اس شرم سیں جنگل کا پالا ہو گیا  
 آوتا ہے یہ بہا ہو آنکھ سیں دامن تلک  
 طفل اشک اس آج کل میں کیا جوالا ہو گیا  
 جب سیں اس الماس کی پہنچی کا بے آنسو میں عکس  
 تب سیں ہر تار فلک بیروں کا مالا ہو گیا  
 دل جگر کی پھکڑیاں اہوں کے تاروں میں پرو  
 بیٹھ کر دوکان غم پر پھول والا ہو گیا  
 اشک باراں آہ بجلی اشک کی کالی گھٹا  
 ماہ رو بن کس طرح کا برشگالا ہو گیا  
 باغ میں سرما تھا اور تھی یاد دل دار دو رنگ  
 مجھ کوں ہر برگ گل رعنا دوشالا ہو گیا  
 نیند سیں کھل گئیں مری آنکھیں سو دیکھا یار کوں  
 یا اندھارا اس قدر تھا یا اجالا ہو گیا  
 بجر کی مٹھ میں تصور اس غزالی چشم کا  
 عشق کے بیراگیوں کو مرگ چھالا ہو گیا  
 بھر رہا ہے بس کہ دود آہ میرا اے سراج  
 آسمان جیوں پردہ فانوس کالا ہو گیا  
 مجھ درد سیں یار آشنا نہیں  
 شاید کہ کسی کا مبتلا نہیں  
 خواباں کوں روا ہے قتل عاشق  
 اس شہر میں رسم خوں بہا نہیں  
 نہیں بار یزید بو الہوس کوں  
 ظالم کی گلی ہے کربلا نہیں  
 تجھ زلف میں دل نے گم کیا راہ  
 اس پیہم گلی کوں انتہا نہیں  
 اے شمع دل سراج مجھ کوں  
 جلنے کے بغیر مدعا نہیں  
 پرخوں ہے جگر لالہ سیراب کی سوگند  
 رنگین داغ دل بیتاب کی سوگند  
 تصویر ہے تجھ یاد سیں آئینہ دل آج  
 حیرت و شئی دیدہ ہے خواب کی سوگند  
 بے کعبہ مقصود مجھے وو خم ابرو  
 اے شوخ مجھے مسجد و محراب کی سوگند  
 سر سبز ہے آنسو سیں مرا گلشن امید  
 بے مجھ کوں مرے دیدہ پر آب کی سوگند

احوال سراج آ کہ برہ آگ میں توں دیکھ  
بے طاقت و بے تاب بے سیماب کی سوگند  
بھارا دل بر گلفام آیا  
قرار جان بے آرام آیا  
کمند پیچ و تاب زلف کوں کھول  
شکار دل کوں لے کر دام آیا  
شتابی بوش کوں سر سیں بدر کر  
جنوں کا مجھ طرف پیغام آیا  
کرے تا بلبل دل کوں غزل خواں  
بہار عشق کا ہنگام آیا  
اے زاہد بھاگ اس زلف سیمہ سیں  
یہ کافر دشمن اسلام آیا  
برہ کے محکے سیں قتل دل پر  
پیادہ غم کا لے اعلام آیا  
بوئی جوش محبت سیں زباں بند  
صنم کا درمیاں جب نام آیا  
بلا بے تجھ نگہ کی سیف کا وار  
دل بے تاب آخر کام آیا  
سراج آنے میں اس جادو نظر کے  
شکیب و طاقت و آرام آیا

Poet: Siraj Aurangabadi